مطالعاتی رہنما

مطالعہ حدیث

کوڈ نمبر 972

برائے

ایم۔اے علوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

مطالعاتی رہنما

مطالعہ حدیث

کوڈ نمبر 972

برائے

ایم۔ اے علوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

فہرست عنوانات

کورس ٹیم

چیئرمین : پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی

تحریر : ڈاکٹر محمد سعد صدیقی

نظرثانی : معین الدین ہاشمی

تدوین : خالد یوسفی (یونٹ 1 تا 10)
انوار الحق' عبدالودود' داؤد رضوان (یونٹ 11 تا 18)

کورس رابطہ کار : معین الدین ہاشمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

انسانوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش ہی سے ہی اہتمام کیا ہے کہ جہاں انسان کو عقل کی روشنی عطا کی وہاں الہامی رہنمائی کا اہتمام بھی جاری رکھا۔

اگر ہم انسانی زندگی کے مسائل کو دو لفظوں میں بیان کرنا چاہیں تو وہ خوف اور حزن ہیں۔ یعنی ماضی کی غلطیوں پر افسوس اور مستقبل کے اندیشے۔

اللہ رب العزت نے جب انسان کو اس دھرتی پر بھیجا تو انسان کی ان دونوں مشکلات کا علاج بھی ساتھ بھیجا اور یہ بتایا کہ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (البقرہ - 38)

(جب کبھی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو کوئی اس ہدایت کی پیروی کرے گا اس کے لئے نہ کوئی خوف ہے نہ غم)

اسی وعدے کے مطابق اللہ رب العزت ہر دور میں ہر قوم اور معاشرے کی ضرورتوں کے مطابق الہامی ہدایت بھیجتے رہے۔ اس ہدایت کی تکمیل قرآن حکیم کی صورت میں ہوئی جو پہلی الہامی کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ان میں جو کمی بیشی اور تحریف و ترمیم کر دی گئی تھی اسے درست کرنے والی ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ نے اٹھائی ہے۔

جس طرح یہ ایک بدیہی امر ہے کہ کوئی بھی شخص طب اور سرجری کی کتابیں پڑھ کر ڈاکٹر اور سرجن نہیں ہو سکتا جب تک کہ کتابوں کے ساتھ ساتھ کسی ماہر ڈاکٹر اور سرجن کی نگرانی میں عملی تجربہ حاصل نہ کر لے۔ اس طرح کوئی بھی شخص محض کتابوں کے مطالعے سے ماہر قانون نہیں بن سکتا جب تک کہ ماہرین قانون کی زیر نگرانی تربیت نہ حاصل کر لے۔

محض الہامی ہدایت یعنی قرآن کریم کے مطالعے سے اسلام کو پورے طور پر سمجھنا ممکن نہیں تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقصد کیلئے مبعوث کیا اور آپ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (النحل : 44) (اور ہم نے تم پر کتاب نصیحت نازل کی تاکہ تم لوگوں پر اس چیز کو اچھی طرح واضح کر دو جو ان کی طرف اتاری گئی ہے)۔

اور امت مسلمہ کو یہ ہدایت کی کہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ بہترین نمونہ ہے۔

امر واقع یہ ہے کہ قرآن کو سنت سے الگ کر کے سمجھنا ممکن ہے نہ اس پر عمل کرنا۔ مثلاً قرآن حکیم جن عبادات کی تلقین کرتا ہے ان کی تفصیلات بہت کم بیان کرتا ہے۔ یہ تمام تفصیلات قرآن حکیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چھوڑ دی ہیں اور جابجا اطاعت رسولؐ کا حکم دیا گیا۔

سنت کی اسی اہمیت کی وجہ سے عہد نبوی ہی سے سنت کی حفاظت اوراس کی پیروی کا اہتمام شروع ہو گیا۔ اس طرح بہت تھوڑے عرصے میں ایسی جامع کتابیں تیار ہو گئیں جو سیرت طیبہ اور سنت نبوی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں۔ ان میں اہم ترین کتابیں صحاح ستہ ہیں صحاح ستہ کی اندرونی تقسیم کو دیکھا جائے تو ان میں بعض تالیفات کی حیثیت جامع کی ہے اور بعض کی سنن کی۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے ایم اے علوم اسلامیہ کے کورس "مطالعہ حدیث" میں جہاں اصول حدیث اور تاریخ حدیث کے تعارف کی کوشش کی ہے وہاں مذکورہ بالا دونوں اقسام کی ایک ایک کتاب کے منتخب حصے کورس میں شامل کئے ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ مشہور کتب احادیث کے انداز تالیف اور مضامین سے متعارف ہو جائیں اور مزید مطالعہ کی راہیں کھل سکیں۔

ہمیں امید ہے کہ یہ کورس آپ کے لئے نہ صرف مفید ہو گا بلکہ اس سے حدیث و سنت کے مطالعے کی راہ ہموار ہو گی۔

ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی
ڈین فیکلٹی آف عربیک اینڈ اسلامک سٹڈیز

کورس کا تعارف

زیر نظر کورس "مطالعہ حدیث" کے عنوان سے ایم اے علوم اسلامیہ کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا واضح حکم ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل اتباع کریں اور ان کے اسوہ حسنہ کو اپنے لئے نمونہ عمل بنائیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔
لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ترجمہ: تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو نسل انسانی کے لئے نمونہ عمل بنانا اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، یعنی اعمال و اقوال اور پسند و ناپسند سے بخوبی واقفیت حاصل کی جائے۔ مطالعہ حدیث کی مختلف جہتیں اور مختلف پہلو ہیں۔ ہر جہت اور پہلو کو پڑھنے اور سمجھنے کے لئے خاطر خواہ وقت اور توجہ درکار ہے۔

اس کورس میں ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ مطالعہ حدیث کی ایسی جہتیں اور پہلو متعارف کرائے جائیں جن سے طلبہ محدود وقت میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں اور ان میں وسیع تر مطالعہ کی لگن اور صلاحیت بیدار ہو۔

اس کورس میں حدیث کے تین پہلوؤں کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

1- اصول حدیث
2- تاریخ حدیث
3- متن حدیث

کورس کے پہلے چار یونٹ اصول حدیث پر مشتمل ہیں۔ اس کے لئے ڈاکٹر محمود الطحان کی کتاب "تیسیر مصطلح الحدیث" اور ڈاکٹر خالد علوی کی کتاب "اصول الحدیث، علوم و مصطلحات" کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

اگلے دو یونٹ تاریخ حدیث سے متعلق ہیں۔ جس کے لئے درج ذیل کتب کو بنیاد بنایا گیا ہے

1- مولانا مناظر احسن گیلانی کی کتاب تدوین حدیث

2- ڈاکٹر سعد صدیقی کی کتاب ''علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمات'' یونٹ نمبر 7 سے 18 تک متن حدیث کا مطالعہ ہے۔ اس میں صحیح بخاری اور سنن ابی داوٗد کے منتخب ابواب شامل ہیں۔ متن حدیث کے مطالعہ کے لئے بخاری اور ابوداوٗد کی متداول و مستند شروح کا مطالعہ ضروری ہے۔

بخاری کی شروح میں ابو محمد محمود بدر الدین عینی کی شرح ''عمدۃ القاری'' ابن حجر عسقلانی کی شرح ''فتح الباری'' مولانا محمد انور کشمیری کی فیض الباری علی صحیح البخاری - شبیر احمد عثمانی کی ''فضل الباری'' اور ابوداوٗد کی شروح میں احمد بن ابراہیم الخطابی کی شرح ''معالم السنن'' محمد شمس الحق عظیم آبادی کی ''عون المعبود شرح سنن ابی داوٗد'' اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی شرح ''بذل المجہود فی حل ابی داوٗد'' کے مطالعہ سے آپ کی نصابی ضرورت بخوبی پوری ہو جائے گی۔

یہ مطالعاتی رہنماء آپ کی تمام نصابی ضرورت پوری نہیں کرتا بلکہ مطلوبہ مطالعے کے لئے ایک خاکے کی حیثیت رکھتا ہے، جس کے مطابق آپ تفصیلی مطالعہ کریں گے۔

بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ وہ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور ہماری مخلصانہ کوششوں کو ہر عام و خاص کے لئے مفید بنائے۔ آمین

معین الدین ہاشمی
(کورس رابطہ کار)

کورس کے مقاصد

امید ہے کہ اس کورس کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ :

1- اصول حدیث کی اصطلاحات کی وضاحت کر سکیں اور صحیح اور ضعیف احادیث کو پہچان سکیں۔ علاوہ ازیں محدثین نے احادیث پر جو مختلف حکم لگائے ہیں ان کے مفاہیم کو بیان کر سکیں۔

2- مطالعہ حدیث میں صحیح احادیث سے کماحقہ استفادہ کر سکیں۔

3- جمع و تدوین حدیث کی تاریخ بیان کر سکیں اور حجیت حدیث پر سیر حاصل بحث کر سکیں، نیز حدیث کے مختلف مجموعوں کے بارے میں ایک علمی اور تحقیقی رائے قائم کر سکیں۔

4- صحیح بخاری کا اسلوب تدوین بیان کر سکیں اور متعلقہ ابواب پر علمی انداز سے بحث کر سکیں۔

5- سنن ابی داؤد کا اسلوب تدوین متعارف کروا سکیں اور متعلقہ ابواب کی روشنی میں مسلمانوں کو اچھے شہری بنانے کے لئے جامع ہدایات تیار کر سکیں۔

یونٹ نمبر ۱

اصول حدیث (۱)

فہرست عنوانات

1- تعارف

"حدیث" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال' افعال اور تقریر کا نام ہے تقریر کے لفظی معنی ہیں' برقرار رکھنا حدیث کی اصطلاح کے طور پر اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کسی صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی کام کیا یا کوئی بات کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی۔ امت مسلمہ خصوصاً" محدثین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کو حد درجہ احتیاط سے جمع کیا کیونکہ ایک تو آپؐ کے اقوال و افعال مصدر قانون اسلامی ہیں' دوسرے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سلسلہ میں بڑی واضح ہدایت موجود ہے کہ جو کوئی شخص میری جانب جھوٹ منسوب کرے گا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

محدثین کے پیش نظر یہ امر بھی تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سے مکمل طور پر استفادہ کیا جائے لیکن غیرضروری احتیاط سے کہیں امت آپؐ کے فرمودات سے محروم ہی نہ رہ جائے۔ اس وجہ سے احادیث کے قبول و رد کا کڑا معیار مقرر کیا گیا اور اس کے پیمانے متعین کئے گئے' انہی معیارات اور پیمانوں کے تعارف کا علم "اصول حدیث" کہلاتا ہے۔

محدثین اور اصول حدیث کے ماہرین نے اس ضمن میں تحقیق کا جو اعلیٰ معیار قائم کیا ہے اس کی نظیر کسی دوسرے علم میں پیش کرنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

اصول حدیث کے اس یونٹ میں علم اصول حدیث کی مختصر تاریخ ہے اور نصاب میں شامل ڈاکٹر محمود الطحان کی کتاب "تیسیر مصطلح الحدیث" کی روشنی میں سند کے اعتبار سے حدیث کی مختلف اقسام کا جائزہ لیا گیا ہے۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہونا چاہئے کہ آپ:

1- اصول حدیث کے آغاز و ارتقاء سے واقف ہو جائیں اور اس موضوع سے متعلق اہم کتب کے نام گنوا سکیں۔

2- سند کے اعتبار سے حدیث کی مختلف اقسام کی فہرست بنا سکیں اور ان کی تعریف و حقیقت کی شناخت حاصل کر لیں۔

3- احادیث کے معیار قبول و رد سے واقف ہو جائیں اور ان کے مراتب متعین کر سکیں۔

4- کسی حدیث یا کسی راوی پر طعن کی اقسام اور اس کے اسباب بتا سکیں۔

3- اصول حدیث

3.1 کتب اصول حدیث کی تالیف' آغاز و ارتقاء

اصول حدیث پر تالیف کتب کا آغاز چوتھی صدی ہجری سے ہوا قاضی ابو محمد الحسن بن عبدالرحمٰن بن خلاد را مہرمزی (م - 360ھ/970ھ) نے "المحدث الفاصل بین الراوی والواعی" کے نام سے پہلی کتاب مرتب کی۔ پانچویں صدی ہجری میں حاکم' ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری (م: 405 ھ / 1041ء) نے "معرفتہ علوم الحدیث" کے نام سے ایک کتاب مرتب کی۔ اسی صدی میں خطیب بغدادی (م - 463ھ/1070ء) نے "الکفایہ فی علم الراویہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ اصول حدیث پر اس مضبوط اور جامع کتاب کے علاوہ خطیب نے ضمنی موضوعات پر بے شمار کتب تالیف کیں۔ ابوبکر بن نقطویہ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ خطیب کے بعد کی تمام کتب گویا اس کی تالیفات کے عیال کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ساتویں صدی ہجری میں اصول حدیث پر تصنیف و تالیف کا سلسلہ اپنے کمال کو پہنچا اور ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمٰن الشہروزی (م - 643ھ/1245ء) کی کتاب منصہ ء شہود پر آئی جو "مقدمہ ابن الصلاح" کے نام سے معروف ہے۔

مقدمہ ابن الصلاح کے بعد نویں صدی ہجری میں ابن حجر عسقلانی (م - 852ھ/1448ء) کی کتاب "شرح نخبتہ الفکر فی مصطلح اہل الاثر" کے نام سے سامنے آئی۔ یہ دونوں کتابیں اس موضوع پر مختلف زبانوں میں بہت سی کتب کی تصنیف کا باعث بنیں۔ ان کے بعد ماضی قریب میں جمال الدین قاسمی (م-332ھ/1913ء) کی کتاب "قواعد الحدیث" اور عصر حاضر کی کتب میں محمد السماحی کی کتاب "المنہج الحدیث فی علوم الحدیث" ڈاکٹر نور الدین (استاد کلیہ شریعہ' جامعہ دمشق) کی کتاب "المنہج النقد فی علوم الحدیث" اور دکتور محمود الطحان (سابق استاد حدیث جامعہ اسلامیہ' مدینہ منورہ) کی کتاب "تیسیر مصطلح الحدیث" امتیازی حیثیت رکھتی ہیں۔

اصول حدیث پر اردو میں تراجم کے علاوہ طبع زاد کتب کا بھی بیش قیمت ذخیرہ موجود ہے مثلاً "اصول الحدیث' علوم و مصطلحات" (مرتبہ ڈاکٹر خالد علوی) اصول حدیث (مرتبہ ڈاکٹر محمد میاں صدیقی) اس ضمن میں نمایاں حیثیت کی حامل ہیں۔

3.2 تقسیم خبر باعتبار سند

خبر (حدیث کے مترادف ہے یعنی نبی کریمؐ کا قول، فعل یا تقریر) جس سند (راویوں کا وہ سلسلہ جو متن حدیث تک پہنچانے والا ہو) سے ہم تک پہنچ رہی ہے۔ اسے سند کے اعتبار سے دو انواع میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(الف) متواتر: ایسی خبر یا حدیث جس کی سند کے تمام طبقات میں نقل کرنے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہو کہ ان کا خبر کو گھڑنے پر متفق ہو جانا عادتاً" ممکن نہ ہو۔

(ب) خبر احاد: ایسی خبر (حدیث) جو متواتر کی شرائط پر پوری نہ اترتی ہو۔ اگرچہ اسے ایک سے زیادہ راوی روایت کریں۔

خبر احاد کو سند کے اعتبار سے مزید دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے خبر مشہور اور خبر عزیز:

(i) خبر مشہور: ایسی خبر جسے ہر طبقہ میں تین سے زائد اور حد تواتر سے کم کی تعداد میں راوی نقل کریں۔ بعض محدثین کے نزدیک مستفیض کے بھی یہی معانی ہیں۔

(ii) خبر عزیز: ایسی خبر جس کے سلسلہ سند میں کسی طبقہ میں دو سے کم راوی نہ ہوں۔ اگر کسی طبقہ میں ایک راوی ہو تو وہ خبر غریب کہلاتی ہے۔

یہ وہ اقسام تھیں جو سند میں راویوں کی تعداد کے اختلاف سے مختلف ہوتی ہیں۔

3.3 قوت و ضعف کے اعتبار سے حدیث کی اقسام

سند میں قوت و ضعف کے اعتبار سے خبر (حدیث) کی درج ذیل دو اقسام ہیں:

(i) خبر مقبول: جس میں سچائی کا احتمال و امکان غالب ہو

(ii) خبر مردود: جس میں سچائی کا امکان غالب نہ ہو۔

3.4 خبر مقبول کی اقسام

خبر مقبول کی حسب ذیل اقسام ہیں:

1- صحیح لذاتہ 2- حسن لذاتہ 3- صحیح لغیرہ (4) حسن لغیرہ

نبی کریمؐ سے روایت جس سند کے ذریعے ہم تک یا مولف کتاب تک پہنچ رہی ہے اگر وہ سند

ابتداء سے انتہاء تک مسلسل ہو' درمیان میں کوئی انقطاع نہ ہو' راوی مسلمان' عاقل و بالغ ہو' عزت و شرافت میں معروف ہو اور روایت پورے حفظ و ضبط کے ساتھ بیان کر رہا ہو۔ بیان کردہ روایت کسی دوسری روایت کی مخالفت بھی نہ کر رہی ہو' اور حدیث میں کوئی علت بھی نہ پائی جاتی ہو تو ایسی حدیث کو "صحیح لذاتہ" کہتے ہیں۔

2- حسن لذاتہ: اگر خبر کے ضبط اور حافظہ میں کوئی کمی آجائے تو وہ "حسن لذاتہ" کہلاتی ہے۔

3- صحیح لغیرہ: بعض اوقات ایک روایت بذات خود حسن لذاتہ ہوتی ہے لیکن اس جیسی یا اس سے قوی تر سند کی تائید سے وہ صحیح کے مرتبہ کو پہنچ جاتی ہے۔ اسی خبر کو "صحیح لغیرہ" کہتے ہیں۔

4- حسن لغیرہ: ضعیف روایت کسی دوسری سند کی تائید سے حسن لغیرہ ہو جاتی ہے۔

عمل کے اعتبار سے خبر مقبول کو معمول بہا اور غیر معمولی بہا میں تقسیم کیا جاتا ہے اور اسی کی بنیاد پر محکم' مختلف الحدیث' اور ناسخ و منسوخ کی قسمیں سامنے آتی ہیں۔

3.5 خبر مردود کی اقسام

خبر مقبول کے برعکس خبر مردود ہے یعنی جس خبر کو محدثین قبول نہ کریں اور رد کرنے کے اسباب بھی بیان کریں۔ سند میں کسی مقام پر عدم تسلسل (انقطاع) یا راوی پر کسی طعن و اعتراض کی وجہ سے خبر رد کی جاتی ہے۔ مجموعی طور پر ایسی تمام احادیث کو ضعیف کہا جاتا ہے۔

کسی خبر کے مردود قرار پانے کے دونوں اسباب اور ان کی وضاحت درج ذیل ہے:

(الف) سلسلہ سند میں انقطاع کی وجہ سے مردود:

ایسی اخبار و روایات جن کے سلسلہ سند میں کوئی انقطاع (عدم تسلسل) پایا جاتا ہو انہیں منقطع کہا جاتا ہے۔ اس انقطاع کو دو طرح پر تقسیم کیا جاتا ہے (i) اگر سلسلہ سند میں دو یا دو سے زائد راوی مسلسل مذکور نہ ہوں تو وہ معضل کہلائے گی (ii) اگر ایک راوی مذکور نہ ہو تو یہ دیکھا جائے گا کہ آیا ابتداء سند یعنی مولف کتاب کی جانب سے نام ساقط ہے تو وہ خبر معلق کہلائے گی اور اگر تابعی کے بعد صحابیؓ کا نام مذکور نہ ہو تو وہ مرسل کہلائے گی۔ اس ضمن میں یہ اصول بھی بیان

کیا جاتا ہے کہ اگر سلسلہ سند میں موجود کسی نقص (عیب) کو چھپانے کی کوشش کی گئی ہو تو ایسی کوشش تدلیس کہلاتی ہے اور ایسی روایات کو "مدلس" کہا جاتا ہے۔

(ب) راوی پر کسی طعن (اعتراض) کی وجہ سے مردود:

راوی پر طعن (اعتراض) کے بنیادی طور پر دو پہلو ہیں:

(1) کردار سے متعلق اعتراض

(2) قوت حافظہ سے متعلق اعتراض

(1) کردار کے اعتبار سے راوی پر اعتراض

اس کے پانچ اسباب ہیں:

(i) کذب / جھوٹ' (ii) جھوٹ کی تہمت /الزام (iii) فسق /گنہگار ہونا'

(iv) بدعتہ کا مرتکب ہونا (v) جہالت

کردار کے حوالے سے راوی پر طعن کے مندرجہ بالا اسباب میں سے پہلے سبب کی صورت میں روایت "موضوع" کہلائے گی۔

(2) قوت حافظہ سے متعلق راوی پر طعن (اعتراض) اس کے بھی پانچ اسباب ہیں:

(i) اغلاط کی کثرت (ii) حافظہ خراب ہو جانا (iii) غفلت کا پایا جانا (iv) وہم کی کثرت (v) ثقہ راویوں کی مخالفت

قوت حافظہ کے حوالے سے راوی پر طعن کے مندرجہ بالا اسباب میں سے پہلے سبب کی صورت میں جبکہ راوی سند یا متن حدیث میں الفاظ کو تقدیم و تاخیر کے ذریعے تبدیل کر دے تو یہ روایت مقلوب کہلائے گی۔ اگر لکھی ہوئی حدیث میں غلطی کرے تو روایت مصحف کہلائے گی۔ حافظہ کی خرابی اگر اوائل عمر میں پائی جائے تو ایسے راوی کی روایت "شاذ" کہلائے گی اور اگر بڑھاپے میں حافظے کی خرابی پائی جائے تو روایت "مختلط" کہلائے گی۔

اگر راوی میں وہم کی کثرت پائی جاتی ہو تو اس کی روایت کو "معلل" کہا جائے گا جبکہ ثقات کی مخالفت کی صورت میں اس روایت کو "المزید فی متصل الاسانید" اور اگر مخالفت اپنے ہی ہم مرتبہ کی کرے تو ایسی روایت کو "مضطرب" کہا جائے گا۔

4- لازمی مطالعہ کی کتابیں

آپ نے اس یونٹ میں سند کے اعتبار سے حدیث کی مختلف اقسام کا تعارف حاصل کیا۔ ان کی تفصیلات جاننے کے لئے آپ حسب ذیل کتب کے متعلقہ حصوں کا ضرور طور پر مطالعہ کریں۔

1- تیسیر مصطلح الحدیث - از ڈاکٹر محمود دالطحان صفحات 18 تا 77 صفحات 88 تا 96

2- اصول الحدیث، علوم و مصطلحات از ڈاکٹر خالد علوی (صفحات: 15 تا 19، 56 تا 94)

3- منہج النقد فی علم الحدیث از ڈاکٹر نور الدین عتر

خود آزمائی

1- حدیث کی تعریف کیا ہے؟

2- تقریر سے کیا مراد ہے؟

3- اصول حدیث کس علم کو کہتے ہیں؟

4- اصول حدیث پر تالیفات کا آغاز کب ہوا؟ اس سلسلے کی مشہور کتب اور ان کے مؤلفین کے نام تحریر کریں۔

5- سند کے اعتبار سے حدیث کی مختلف اقسام کی فہرست بنائیں۔

6- راوی پر طعن کی اقسام تحریر کریں۔

7- علم اصول حدیث پر اردو میں لکھی گئی پانچ مشہور کتب اور انکے مؤلفین کے نام تحریر کریں۔

یونٹ نمبر2

اصول حدیث (2)

فہرست عنوانات

1- تعارف

یونٹ نمبرا میں آپ نے اصول حدیث کی مختصر تاریخ کا مطالعہ کیا جس سے آپ کو بہ اعتبار سند حدیث کی مختلف اقسام کا علم حاصل ہوا۔ اس یونٹ میں آپ نصاب میں شامل کتاب "تیسیر مصطلح الحدیث" کی روشنی میں انتہاء سند کے لحاظ سے حدیث کی اقسام کا مطالعہ کریں گے' علاوہ ازیں مقبول و مردود خبر کے درمیان مشترک روایات کی مختلف انواع سے آگاہی حاصل کریں گے اور جرح و تعدیل کے مباحث کے ضمن میں ایسے راوی کی صفات و خصوصیات کا مطالعہ کریں گے جس کی روایت قابل قبول ہوتی ہے۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہونا چاہئے کہ آپ:

1- انتہاء سند کے اعتبار سے خبر کی اقسام گنوا سکیں۔
2- مقبول و مردود کے درمیان مشترک انواع حدیث کی فہرست بنا سکیں۔
3- قابل اعتماد راوی کی شرائط بیان کر سکیں۔
4- جرح و تعدیل کا مفہوم اور اس کے مراتب بیان کر سکیں۔
5- کتب جرح و تعدیل کی فہرست تیار کر سکیں۔
6- جرح و تعدیل کرنے والے ائمہ کی مختلف اصطلاحات اور ان کے ذریعے سے راوی کے مراتب بتا سکیں۔

3- انتہاء سند کے اعتبار سے خبر کی اقسام:

انتہاء سند سے مراد سند کا آخری یعنی اعلیٰ ترین حصہ ہے۔ مثلاً صحیح بخاری میں ایک حدیث درج ذیل سند سے منقول ہے:

"عن الحمیدی عبداللّٰہ بن زبیر عن سفیان عن یحییٰ بن سعید الانصاری عن محمد بن ابراہیم القیمی عن علقمہ بن وقاص اللیثی عن

عمر بن خطابؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما الاعمال بالنیات" اس سند میں پہلا نام الحمیدی عبداللہ بن الزبیر کا ہے یہ سند کی ابتداء ہے۔ یہ وہ شیخ ہیں' جن سے بخاری نے یہ حدیث سنی ہے اور سند کی دوسری جانب جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے' انتہاء سند کہلاتی ہے'گویا کسی بھی سند کا آغاز' ابتداء سند ہے اور اس کا اختتام خواہ کسی بھی شخصیت پر ہو رہا ہو' انتہاء سند کہلائے گا۔ انتہاء سند کے اعتبار سے خبر کی چار اقسام ہیں۔

3.1 حدیث قدسی:

وہ روایت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک اس طرح منقول ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے اللہ رب العزت کی طرف منسوب کریں' حدیث قدسی کہلاتی ہے۔

حدیث قدسی اور قرآن کریم میں فرق یہ ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ و معانی دونوں اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوتے ہیں جبکہ حدیث قدسی میں معنیٰ اللہ کی طرف سے نازل ہوتے ہیں اور الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتے ہیں ایسی احادیث کی تعداد کم و بیش دو سو ہے۔

3.2 مرفوع:

ہر وہ روایت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول' فعل یا تقریر نقل کرتی ہو خواہ سند متصل کے ساتھ ہو یا سند متصل کے بغیر ہو' مرفوع کہلاتی ہے۔

مرفوع کی اس تعریف کے بعد یہ بات یاد رکھیں کہ راوی اگر نبی کریمؐ کا قول نقل کرے تو وہ خبر مرفوع قولی' اگر فعل نقل کرے تو مرفوع فعلی' اگر تقریر نقل کرے تو مرفوع تقریری اور اگر نبی کریمؐ کا کوئی وصف نقل کرے تو وہ مرفوع وصفی کہلائے گی۔

3.3 موقوف

وہ روایت جس میں کسی صحابی کا قول' فعل یا تقریر نقل کیا جائے۔ فقہاء خراسان کی اصطلاح میں مرفوع کو "خبر" اور موقوف کو "اثر" کہا جاتا ہے۔ بعض روایات ایسی ہوتی ہیں جو بظاہر موقوف معلوم ہوتی ہیں لیکن ذرا غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ مرفوع ہیں مثلاً کوئی صحابی یہ خبر دے کہ ہم نبی کریمؐ کے زمانہ میں ایسا کیا کرتے تھے۔ ایسی روایات کو مرفوع حکمی کہا جاتا ہے۔

3.4 مقطوع:

کوئی ایسا قول یا فعل جو سند متصل کے ساتھ کسی تابعی یا تبع تابعی سے منسوب یا منقول ہو مقطوع کہلاتا ہے۔ مقطوع اور منقطع میں فرق یہ ہے کہ مقطوع کی سند متصل ہوتی ہے اور یہ روایت کسی تابعی یا تبع تابعی کی ہوتی ہے جبکہ منقطع یہ ہے کہ اس کی سند متصل نہیں ہے۔ اس سے غرض نہیں کہ قول کس کا ہے۔

4- مقبول و مردود کے درمیان مشترک روایات

انتہاء سند کے اعتبار سے مذکورہ اقسام کے بعد ان روایات کا بیان ہو گا جو مقبول و مردود کے درمیان مشترک ہیں۔ ایسی روایت کی حسب ذیل انواع ہیں:

4.1 مسند:

وہ مرفوع روایت جس کی سند نبی کریمؐ تک مسلسل موجود ہو۔

4.2 متصل:

جس روایت کی سند مسلسل موجود ہو خواہ وہ نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہو یا صحابیؓ کا۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہو تو وہ مرفوع متصل اور اگر صحابی کا قول ہو تو وہ موقوف متصل کہلائے گی۔

4.3 زیادات ثقات:

بعض اوقات کوئی ثقہ راوی الفاظ حدیث میں کچھ اضافہ کر دیتا ہے یا موقوف کو مرفوع اور مرسل کو متصل بنا دیتا ہے' ایسی روایت کو زیادات ثقات کہتے ہیں۔ الفاظ حدیث میں یہ اضافہ قابل قبول ہے یا مردود' اس سلسلہ میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں بعض اس کو ہر صورت میں قابل قبول اور بعض ہر صورت میں مردود قرار دیتے ہیں جبکہ بعض محدثین اس کو مخصوص حالات اور مخصوص شرائط کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔

اسی طرح بعض اوقات کوئی راوی ایسی روایت نقل کرتے ہیں جو دوسرے کسی راوی سے منقول نہیں ہوتی ایسی صورت میں اس سے ملتی جلتی کسی اور روایت کی تحقیق اور جستجو کو "اعتبار" کہتے

ہیں۔

اگر انہی صحابیؓ سے کوئی ایسی روایت مل جائے جو لفظاً یا معناً اس روایت کے مشابہ ہو تو اس کو "متابع" یا "تابع" کہتے ہیں اور اگر صحابی علیحدہ علیحدہ ہوں تو ایسی روایت کو "شاہد" کہتے ہیں۔

حافظ ابن حجر نے "شرح نخبتہ الفکر" میں اس کی تفصیلات بیان کی ہیں۔

5- شرائط رواۃ

سند اور اتصال سند پر اس بحث کے بعد ہم یہ دیکھیں گے کہ علماء محدثین نے راویوں کی چھان بین کا کیا اہتمام کیا ہے اور ان سے روایت قبول کرنے کے لئے کون سی دقیق اور محکم شرائط عائد کی ہیں۔ اکثر ائمہ حدیث اور فقہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ راوی کا دو بنیادی شرائط -- "عدالت" اور "ضبط" پر پورا اترنا ضروری ہے۔

5.1 عدالت

عدالت سے یہ مراد ہے کہ راوی مسلمان ہو' عاقل اور بالغ ہو' وہ اسباب فسق سے دور اور اخلاقی اقدار کا پابند ہو۔ راوی کی یہ عدالت دو عادل افراد کی گواہی سے ثابت ہو گی یا اس بات سے کہ طالبان علم کی کثیر تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔

5.2- ضبط

ضبط سے یہ مراد ہے کہ راوی ثقہ راویوں کامخالف نہ ہو' سوء حفظ اور فحش غلطی کے ارتکاب سے مبرا ہو غافل نہ ہو نہ ہی بہت زیادہ وہم میں مبتلا ہونے والا۔ کسی راوی کے ضبط (قوت حافظہ) کی پہچان یہ ہے کہ وہ راویت نقل کرنے میں ثقہ' عادل اور متقی راویوں کی عموماً موافقت کرتا ہو۔ اگر وہ زیادہ تر مخالفت کرتا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ضبط و حافظہ میں خلل ہے۔

6- آداب جرح و تعدیل

اب ہم یہ دیکھیں گے کہ کسی راوی پر جرح و تعدیل (تنقید) کے کیا آداب ہیں؟ اس ضمن میں محدثین کے نزدیک صحیح اور معروف بات یہ ہے کہ "تعدیل" یعنی کسی راوی کو عادل قرار دینے کے لئے اس کے اسباب کی وضاحت ضروری نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسباب تعدیل بے شمار ہیں۔

البتہ راوی پر کی جانے والی "جرح" یعنی کسی راوی کو ناقابل قبول قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی وجوہات بھی بیان کی جائیں۔

ابن الصلاح نے علوم الحدیث میں حفاظ و ناقدین حدیث' بخاری و مسلم اور ابوداؤد کا یہ نظریہ نقل کیا ہے کہ وجہ جرح کی تفصیل کے بغیر جرح معتبر نہیں۔ البتہ محدثین کے نزدیک کسی راوی کے متعلق تعدیل اس وقت معتبر ہو گی جب کم از کم دو ائمہ حدیث اس کو عادل قرار دیں۔ اسی طرح کسی اور گناہ میں مبتلا ہونے کے بعد توبہ کرنے والے کی روایت تو قابل قبول ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کرنے میں کذب کے مرتکب کی روایت توبہ کے بعد بھی قابل قبول نہیں۔ ابو اسحاق شیرازی کے فتویٰ کے مطابق اپنے اہل و عیال کے لئے کسب معاش کی خاطر روایت حدیث پر اجرت لینے والے کی روایت قابل قبول ہے۔ البتہ درس و روایت کے وقت جس راوی کی غفلت اور سستی ثابت ہو جائے یا حدیث راویت کر کے بھول جائے تو ایسے راوی کی روایت بھی ناقابل قبول ہے۔

6.1 کتب جرح و تعدیل اور ان کی انواع

راویوں کے حالات پر لکھی جانے والی کتب کو "کتب جرح و تعدیل" کہا جاتا ہے۔ کتب جرح و تعدیل کی راویوں کے حالات کے اعتبار سے مختلف نوعیتیں ہیں مثلاً:

(i) صرف ثقہ راویوں کے حالات پر مشتمل کتب

(ii) صرف ضعیف و مجروح راویوں کے حالات پر مشتمل کتب۔

(iii) ضعیف و ثقہ راویوں کے حالات پر مشتمل کتب۔

(iv) کسی کتاب کے راویوں کی تخصیص کے بغیر راویان حدیث کے عمومی حالات پر مشتمل کتب

(v) ذخیرہ حدیث کی کتب میں سے کسی خاص اور معین کتاب کے رجال کے حالات پر مشتمل کتب۔

اس ضمن میں علماء جرح و تعدیل نے بے مثل اور قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

اس موضوع پر درج ذیل کتب موضوع پر امتیازی مقام رکھتی ہیں:

1- "تاریخ کبیر" محمد بن اسماعیل بخاریؒ (م: 256ھ)

2- "کتاب الجرح و التعدیل" ابن ابی حاتم' ابو محمد بن عبدالرحمٰن (م: 327ھ)
3- "الثقات" ابن حبان
4- "الکامل فی الضعفاء" ابن عدی' عبدالرحمٰن بن خلاد (م: 356ھ)
5- "الکمال فی اسماء الرجال" - عبدالغنی مقدس
6- "میزان الاعتدال" ذہبی' محمد بن عثمان
7- "تہذیب التہذیب" ابن حجر عسقلانی (م 852ھ)

6.2 مراتب جرح و تعدیل:

ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب میں "جرح و تعدیل" کو چار مراتب میں تقسیم کیا ہے۔ بعد میں محدثین نے ان میں دو کا اضافہ کر دیا اس طرح کل مراتب چھ ہو گئے۔

(الف) مراتب تعدیل:

(i) اعلیٰ ترین مرتبہ یہ ہے کہ توثیق مبالغہ کے صیغہ یا "افعل" کے وزن پر کی جائے مثلاً کسی کو "اوثق" یا "اثبت" کہا جائے۔
(ii) ایک ہی صفت کی تکرار کی جائے' مثلاً ثقہ ثقہ"
(iii) ایسے صیغہ سے اس کی ثقاہت بیان کی جائے جو مبالغہ پر دلالت نہ کرتا ہو مثلاً کسی کو ثقہ یا حجت (قابل اعتماد) کہا جائے۔
(iv) ایسے الفاظ سے توثیق کی جائے جو ان کی قوت حافظہ کی طرف کوئی اشارہ نہ کرتے ہوں' مثلاً صدوق (سچا) یا "لاباس بہ" (کوئی حرج نہیں) وغیرہ۔
(v) ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جو جرح کرتے ہوں نہ تعدیل مثلاً کسی کو شیخ" (استاد) کہہ دیا جائے۔
(vi) ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جو تعدیل کے باوجود جرح سے قریب محسوس ہوں' مثلا " فلاں حدیث کے معاملہ میں صالح ہے یا "اس کی حدیث لکھی جاتی ہے۔"

مندرجہ بالا میں سے پہلے تین مراتب پر فائز راوی قابل اعتماد ہیں۔ چوتھے اور پانچویں مرتبہ کے

راوی دوسرے ثقہ تر راویوں کی تائید کے بغیر قابل اعتماد نہیں اور چھٹے مرتبہ پر فائز راویوں کی روایات صرف تائید کے لئے استعمال کی جا سکتی ہیں۔

(ب) مراتب جرح:

(i) وہ الفاظ جو نرمی پر دلالت کرتے ہوں جس سے ہلکی جرح سمجھ میں آئے جیسے "فیہ مقال" (اس کے بارے میں کچھ کہا گیا ہے) وغیرہ۔

(ii) ایسے الفاظ جو راوی کے ناقابل حجت (ناقابل اعتماد) ہونے کی طرف اشارہ کر رہے ہوں، مثلاً ضعیف یا منکر۔

(iii) ایسے الفاظ جو کسی راوی کی احادیث لکھنے کی ممانعت کریں۔

(iv) ایسے الفاظ جو کسی راوی پر جھوٹ کا الزام لگائیں جیسے "یسرق الحدیث (حدیث چرانے والا)"

(v) ایسے الفاظ جو کسی راوی کو جھوٹا ثابت کرتے ہوں، مثلاً کذاب۔

(vi) ایسے الفاظ جو صفت کذب میں مبالغہ پر دلالت کریں مثلاً اکذب الناس (انتہائی جھوٹا)۔

مندرجہ بالا میں سے پہلے دو مراتب کے مجروح راویوں کی روایات مستقلاً" قابل قبول نہ ہوں گی۔ موخرالذکر چار مراتب کے راوی ناقابل قبول ہیں۔ ان کی روایات نہ لکھی جائیں گی اور نہ وہ قابل اعتبار ہیں۔

7- کتب برائے مطالعہ:

7.1 لازمی مطالعہ

(i) ڈاکٹر محمود الطحان - "تیسیر مصطلح الحدیث" ص 126 تا 153

(ii) ڈاکٹر خالد علوی - "اصول الحدیث" "مصطلحات و علوم" ص 747 تا 783

7.2 اختیاری کتب

ڈاکٹر نور الدین عتر، "منہج النقد فی علم الحدیث"

خود آزمائی

1- حدیث قدسی کی تعریف بیان کریں۔
2- حدیث قدسی اور قرآن کریم میں کیا فرق ہے؟
3- احادیث قدسیہ کی تعداد کتنی ہے؟
4- حدیث مرفوع سے کیا مراد ہے؟
5- مرفوع قولی، فعلی، مرفوع تقریری اور مرفوع وصفی میں کیا فرق ہے؟
6- خبر اور اثر میں کیا فرق ہے؟
7- مرفوع حکمی سے کیا مراد ہے؟
8- مقطوع اور منقطع میں کیا فرق ہے؟
9- مرفوع متصل اور موقوف متصل میں کیا فرق ہے؟
10- زیادات ثقات سے کیا مراد ہے؟
11- تابع او شاہد میں کیا فرق ہے؟
12- راوی کی عدالت سے کیا مراد ہے؟
13- ضبط سے کیا مراد ہے اور اس کی کیا شرائط ہیں؟
14- جرح اور تعدیل سے کیا مراد ہے اور ان میں کیا فرق ہے؟
15- کیا کسی راوی پر جرح کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جرح کی وجہ بھی بیان کی جائے؟
16- کیا کسی راوی پر جرح کرتے ہوئے، وجہ جرح کا بیان غیبت نہیں ہے؟
17- اگر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ منسوب کرے تو اس کی دوسری روایات ناقابل اعتبار ہو جائیں گی۔ اگر وہ شخص توبہ کر لے تو پھر کیا حکم ہے؟
18- جرح و تعدیل پر لکھی جانے والی پانچ تالیفات کے نام، ان کے مولفین کے اسماء گرامی اور ان کے سال ہائے وفات بتائیں۔
19- تعدیل کے چھ مراتب ترتیب وار بتائیں۔
20- جرح کے چھ مراتب کے الفاظ بالترتیب نقل کریں۔

یونٹ نمبر 3

اصول حدیث (3)

فہرست عنوانات

1- تعارف

گذشتہ دو یونٹوں میں حدیث کی اقسام پڑھ کر آپ کو یہ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ محدثین اور ماہرین اصول حدیث کے نزدیک حدیث کی کس قدر اہمیت اور قدر و منزلت ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر ماہرین اصول حدیث نے اخذ حدیث (حدیث کو حاصل کرنے) اور پھر اس حدیث کو آگے نقل کرنے کے مختلف طریقے اور آداب بیان کئے ہیں۔ کوئی بھی شخص خواہ وہ حدیث کا طالب علم ہو یا معلم حدیث کے حصول میں اور پھر اس حدیث کو آگے نقل کرتے ہوئے نقل حدیث (اداء حدیث) کے طریقوں اور آداب کا لحاظ رکھے۔

اس ضمن میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ حدیث کے تحریری مجموعات کی نوعیتیں کیا کیا ہیں اور پھر ان تحریری مجموعات سے حدیث نقل کرنے کے آداب کیا ہیں۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہئے کہ آپ:

1- "تحمل حدیث" اور "اداء حدیث" کے معانی اور ان میں فرق جان لیں۔
2- اخذ حدیث کے طریقے معلوم کر لیں۔
3- حدیث کے تحریری مجموعوں کی اقسام سے آگاہ ہو جائیں۔
4- استاد حدیث کے لئے تدریس حدیث کے آداب اور طالب حدیث کے لئے حصول حدیث کے آداب سے واقف ہو جائیں۔

3- آداب و کیفیت ______ سماع و نقل حدیث

کسی استاد سے حدیث حاصل کرنے کو "تحمل" اور اسے شاگردوں کے سامنے نقل کرنے کو "ادا" کہا جاتا ہے۔ تحمل حدیث کے لئے محدثین کے نزدیک مسلمان اور بالغ ہونا ضروری نہیں' البتہ اداء حدیث کے لئے مسلمان اور بالغ ہونا ضروری ہے۔ کوئی راوی اپنے قبول اسلام یا بلوغت سے پہلے کا کوئی واقعہ مسلمان اور بالغ ہونے کے بعد نقل کرتا ہے تو یہ حدیث قابل قبول ہو گی۔

4- اخذ حدیث کے طریقے

اخذ حدیث (تحمل حدیث) کے آٹھ طریقے ہیں اور ہر طریقہ تحمل کو بتانے کے لئے علیحدہ علیحدہ الفاظ ہیں۔

4.1 کتابت:

تحمل حدیث کے طریقوں میں کتابت حدیث سب سے اہم ہے۔ عہد صحابہ سے ہی حدیث کی کتابت کا آغاز ہو گیا تھا اور کئی ایک صحابہ نے اپنے اپنے مجموعہ ہائے احادیث تیار کئے تھے۔

4.2 حدیث کے تحریری مجموعوں کی اقسام

عہد تدوین میں مختلف انداز سے احادیث کے مجموعے تیار کئے گئے جن کی اہم اقسام درج ذیل ہیں۔

(i) "الجوامع" جیسے امام بخاری کی "الجامع الصحیح"

(ii) "المسانید" جیسے امام احمد بن حنبل کی مسند امام احمد بن حنبل

(iii) "السنن" جیسے ابوداؤد کی "کتاب السنن" (یعنی سنن ابی داؤد)

(iv) """"المعاجم" جیسے طبرانی کی معجم کبیر، معجم اوسط اور معجم صغیر

(v) "العلل" جیسے ابن ابی حاتم کی "علل الحدیث"

(vi) "الاجزاء" جیسے امام بخاری کی جزء "رفع یدین فی الصلوٰۃ"

(vii) جیسے مزی کی "الاشراف لمعرفہ الاعراب"

(viii) "المستدرکات" جیسے ابوعبداللہ حاکم کی "المستدرک علی الصحیحین"

(ix) "المستخرجات" جیسے ابونعیم اصبھانی کی "المستخرج علی الصحیحین"

5- نقل حدیث کے طریقے اور آداب

طرق تحمل کی طرح محدثین نے طرق اداء بھی متعین کئے ہیں۔اس ضمن میں حدیث کے بعض علماء نے سختی سے بعض نے اعتدال سے اور بعض نے نرمی سے کام لیا ہے۔

تحمل حدیث اور اداء حدیث کے طریقوں کے علاوہ اصول حدیث میں محدث اور طالب حدیث کے کچھ آداب بھی بیان کئے گئے ہیں' محدث اور طالب حدیث' دونوں کے لیے ان آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

5.1 محدث کے آداب

محدث کے آداب میں اخلاص نیت' احادیث رسولؐ کی اشاعت کا عزم' اپنے سے بڑوں کا احترام' رہنمائی میں بخل سے احتراز' سوء ظن سے پرہیز اور مجالس حدیث کے انعقاد میں اہتمام جیسے آداب شامل ہیں۔

5.2 طالب حدیث کے آداب

طالب حدیث کے لئے اخلاص نیت' فہم اور ضبط' استاد کی عزت و توقیر اپنے ساتھیوں کی مدد اور رہنمائی' اپنے سے کم عمر استاد سے حدیث حاصل کرنے میں شرم محسوس نہ کرنا' حدیث کی معرفت کا حصول جیسے آداب ضروری قرار دیئے گئے ہیں۔

6- لازمی مطالعہ کی کتب

اس سلسلے میں مزید مطالعہ کے لئے درج ذیل کتب سے رجوع کیجئے:

(i) محمود الطحان'' تیسیر مصطلح الحدیث'' صفحہ 154 تا 178

(ii) مفتی امجد العلی' الدرا یتہ فی اصول الحدیث'' صفحہ 157/128

(iii) ڈاکٹر محمد میاں صدیقی - اصول حدیث

اختیاری مطالعہ کیلئے ڈاکٹر نورالدین عتر کی کتاب'' منہج النقد فی علم الحدیث'' پڑھی جا سکتی ہے۔

خود آزمائی

1- ”تحمل حدیث“ اور ”اداء حدیث“ سے کیا مراد ہے؟
2- تحمل حدیث کے کتنے طریقے ہیں؟
3- حدیث کے تحریری مجموعات کی کون کونسی اقسام ہیں؟
4- ایک محدث کے لئے حدیث پڑھانے میں کن آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔
5- ایک طالب علم کے لئے حدیث کو حاصل کرنے میں کن آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیے؟
6- جوامع سے کیا مراد ہے؟ دو ایسی کتب اور ان کے مولفین کے نام لکھیں جو ”جوامع“ کے ذیل میں آتی ہوں۔
7- ”معجم“ کس قسم کے مجموعہ حدیث کو کہتے ہیں، کوئی مثال بھی تحریر کریں۔
8- ”المستدرک“ سے کیا مراد ہے؟ کسی کتاب کو بطور مثال پیش کریں۔
9- ”المستخرج“ کسے کہتے ہیں؟ کسی مستخرج اور اس کے مولف کا نام تحریر کریں۔

یونٹ نمبر 4

اصول حدیث (4)

فہرست عنوانات

1- تعارف

گذشتہ تین یونٹ اصول حدیث کے مندرجہ ذیل اہم اور بنیادی مباحث پر مشتمل تھے:

(الف) حدیث کی مختلف اقسام'

(ب) سند کے راویوں پر جرح و تعدیل کے معیار و آداب

(ج) تالیفات علم حدیث کی اقسام

زیر نظر یونٹ میں اصول حدیث کے سلسلے میں سند اور متعلقات سند پر بحث ہو گی۔ سند و استناد امت مسلمہ کی سابقہ امتوں پر ایک خصوصی فضیلت ہے۔ حدیث کا یہ سلسلہ سند آج بھی جاری ہے اور ہمارے ملک میں ہی نہیں' عالم اسلام میں جہاں بھی حدیث کی تعلیم و تدریس کا اہتمام ہے' وہاں حدیث' سند کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے' آج بھی اساتذہ حدیث اپنے شاگردوں کے سامنے اپنی روایت سند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک تسلسل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

حدیث و سنت چونکہ مصدر قانون اسلامی کی حیثیت رکھتی ہے اور انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں قدم قدم پر رہنمائی کرتی ہے اس لئے علماء امت نے ہمیشہ سے اس کی سند اور متن کی تحقیق کا نہایت اہتمام کیا ہے۔ یہ خصوصی اہتمام اس لئے بھی ضروری ہے کہ کوئی جھوٹی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہونے کا امکان باقی نہ رہے۔

اس یونٹ میں آپ سند سے متعلق اصول و قواعد کا مطالعہ کریں گے نیز راویوں کے اصل ناموں اور طبقات کی پہچان کے طریقے معلوم کریں گے اس کے علاوہ راویوں کی مختلف نسبتوں کے بارے میں معلومات بھی حاصل کریں گے۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہونا چاہئے کہ آپ:

1- مختلف لطائف سند سے آگاہ ہو سکیں۔

2- سند عالی اور اس کی اقسام سے واقف ہو جائیں۔

3- مسلسل کے مفہوم اور اس کی اقسام کا علم حاصل کر لیں۔
4- یہ معلوم کر سکیں کہ بڑے راویوں کی چھوٹے راویوں سے نقل حدیث کی کیا حیثیت ہے۔
5- حدیث نقل کرنے والے راویوں کے طبقات کی تعداد اور ان طبقات کے نام معلوم کر لیں۔
6- ایسے راویوں کا پتہ چلا سکیں جو اپنے نام کی بجائے اپنے لقب یا نسبت سے معروف ہیں۔
7- ایک جیسے یا ملتے جلتے ناموں کے راویوں کی پہچان حاصل کر سکیں۔

3- سند اور متعلقات سند

سند حدیث کے بارے میں ماہرین اصول حدیث کے متعین کردہ کڑے معیار کی وجہ سے ذخیرہ حدیث ضائع ہونے سے بچ گیا اور امت اس سے آج تک مسلسل مستفید ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خلاف واقعہ بات نبی کریمؐ سے منسوب نہ ہو سکی، اور اگر ہوئی تو محدثین نے اس کو علیحدہ بیان کر دیا۔

ابتدائی طور پر سند کی دو قسمیں ہیں، سند عالی اور سند نازل، پھر سند عالی کی پانچ اقسام ہیں۔ اس ضمن میں دوسری بحث بہت لطیف ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص جو عمر یا طبقہ کے لحاظ سے بڑا ہو، اپنے سے کم درجہ والے راوی کی روایت نقل کرے جیسے کوئی صحابی تابعی سے روایت کرے، باپ بیٹے سے روایت نقل کرے۔

حافظ ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم وراق، نے "ما رواه الكبار عن الصغار والاباء عن الابناء" کے نام سے، خطیب بغدادی نے "روایه آباء عن الابناء کے نام سے جبکہ ابن ابی خیثم نے جزو من روی عن ابیه عن جده" کے نام سے کتاب تالیف کی۔

4- معرفت راوی

سند کے سلسلہ میں ایک اہم پہلو معرفت راوی کا ہے۔

معرفت راوی کے کل اکیس (21) پہلو ہیں۔ ان میں معرفت صحابہؓ کا پہلو سب سے اہم ہے۔ ایک صحابیؓ کی پہچان تواتر، دوسرے صحابہؓ کی یا ثقہ تابعین کی خبر کے ذریعہ ہوتی ہے۔ چھ ایسے صحابہؓ ہیں جنہیں مکثرین (ایک ہزار سے زائد روایات نقل کرنے والے) کہا جاتا ہے۔ ایک ہزار سے

زائد احادیث نقل کرنے والے صحابہ میں حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت انس بن مالک، ام المومنین حضرت عائشہؓ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر بن عبداللہؓ شامل ہیں۔

صحابہؓ کے علاوہ تابعین کی پہچان، راویوں کے ناموں میں مشابہت کی صورت میں القاب کی پہچان اور راویوں کے زمانے کا صحیح تعین وغیرہ اہم ہیں۔ معرفت راوی کے ضمن میں یہ بات بھی اہم ہے کہ راوی کی عمر، سال ولادت اور سال وفات کی مدد سے اور راوی کی ثقاہت کے مرتبہ کے اعتبار سے اس کی پہچان کی جائے

4.1 معرفت راوی پر کتب

معرفت راوی کے متعلق ابن حجر عسقلانی، ابن اثیر، ابن عبدالبر، خطیب بغدادی، سمعانی، ابن سعد، سبکی اور ذہبی جیسے علماء و محدثین نے قابل قدر اور ضخیم کتب تحریر فرمائی ہیں۔

معرفت راوی کا علم ثقہ اور غیرثقہ راویوں میں تمیز کرنے میں القاب کا صحیح تلفظ معلوم ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ راویوں کے حسب نسب اور ان کے خاندان کا علم ہوتا ہے، ان کے وطن سے متعلق معلومات حاصل ہوتی ہیں نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی راوی نے حصول علم کے لئے کہاں کہاں کا سفر کیا اور کن لوگوں سے استفادہ کیا۔

غرضیکہ معرفت راوی کو اصول حدیث میں اہم مقام حاصل ہے اور اس سے حدیث کی عظمت و اہمیت اور قبول روایت کے ضمن میں محدثین کی وقت نظر اور اہتمام کا اندازہ ہوتا ہے۔

ایسے معیاری اصولوں کی مثال شاید ہی کسی دوسرے علم میں ملے گی۔

5- کتب برائے لازمی مطالعہ

1- ڈاکٹر محمود الطحان " تیسیر مصطلح الحدیث" صفحہ 179 تا 232

2- مفتی امجد العلی، الدرایہ فی اصول الحدیث" صفحہ 181 تا 249

خود آزمائی

1- سند کے معانی کیا ہیں۔
2- سند عالی کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں۔
3- سند عالی کی کتنی اقسام ہیں؟
4- نزول سے کیا مراد ہے؟
5- سند میں علوم افضل ہے یا نزول
6- سند عالی و سند نازل پر دو کتب کے نام مع مولفین تحریر کریں۔
7- مسلسل کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم واضح کریں۔
8- مسلسل کی کتنی انواع ہیں؟
9- روایت الاکابر عن الاصاغر سے کیا مراد ہے؟
10- روایت قرآن کا کیا مطلب ہے؟
11- سابق اور لاحق کی وضاحت کریں۔
12- معرفت رواۃ کی کتنی شکلیں ہیں۔
13- "صحابہ" کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم واضح کریں؟
14- "عبادلہ" سے کیا مراد ہے' چار مشہور عبادلہ صحابہ کے نام تحریر کریں۔
15- "تابعین" کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم بیان کریں۔
16- متفق و مفترق کے کیا معانی ہیں؟
17- راویوں کی پہچان کے مختلف طریقے بیان کریں۔
18- معرفت القاب سے کیا مراد ہے؟
19- پانچ معروف محدثین کی تاریخ ہائے وفات تحریر کریں۔

یونٹ نمبر 5

تاریخ حدیث (۱)

فہرست عنوانات

1- تعارف

کسی بھی علم کے اصول و مبادی اور اس کے بنیادی قواعد و ضوابط کی تعلیم کے لئے ضروری ہے کہ اس علم کی تاریخ اور اس کے ارتقائی مراحل کا جائزہ لیا جائے اور یہ بھی معلوم کیا جائے کہ ماہرین نے اس علم کی حفاظت اور جمع و تدوین کس طریقہ سے کی اس علم کا آغاز کب اور کیسے ہوا اور مختلف منزلیں طے کرتا ہوا یہ علم ہم تک کیسے پہنچا۔

محدثین نے علم حدیث کی حفاظت' اس کی تحریر اور جمع و تدوین کے لئے جس اخلاص سے کاوش و محنت کی ہے اس کی بنا پر مسلمانوں کا یہ علم منفرد حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ حصول و جمع حدیث کی خاطر محدثین نے جس طرح مختلف جگہوں کا سفر اختیار کیا اور اس سلسلے میں پیش آنے والی ہر صعوبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ انہوں نے علم حدیث کے نوخیز پودے کی آبیاری کی' اسے پروان چڑھایا اور اسے آئندہ نسلوں تک بحفاظت پہنچایا۔

آج کے دور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرمان تک ہماری رسائی بے حد آسان ہو گئی ہے ہر دور کی نوع بہ نوع کتابوں اور کمپیوٹر ڈسکوں کی شکل میں موضوعات' الفاظ' راویوں کے نام' حدیث کی اقسام' حدیث کی کتب غرض ہر اعتبار سے فہارس موجود ہیں۔ یہ سب صرف اس لئے ممکن ہوا کہ حفاظت و تدوین اور جمع و تحریر احادیث کا بنیادی اور اساسی کام صدر اول میں ہو چکا تھا۔ مراتب حدیث کا تعین ہو چکا تھا اور معیار قبول و رد کے اعتبار سے احادیث کے مجموعے مرتب ہو چکے تھے۔

اس یونٹ میں آپ تین مراحل میں جمع و تدوین حدیث کی تاریخ کا مطالعہ کریں گے۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہونا چاہئے کہ آپ:

1- حدیث کی جمع و تدوین کے ابتدائی مراحل کا علم حاصل کر لیں۔

2- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد زریں اور صحابہ کے عہد مبارک میں جمع و تحریر اور حفاظت حدیث کا جان سکیں۔

3- یہ معلوم کر لیں کہ عہد نبوی میں کون کونسے تحریری مجموعات حدیث تیار ہو چکے تھے۔

4- عہد صحابہ میں تحریری شکل میں تیار ہونے والے مجموعہ ہائے حدیث کے بارے میں جان سکیں۔

5- یہ جان سکیں کہ تابعین نے صحابہؓ سے حدیث حاصل کرنے کے بعد کس طرح اسے محفوظ رکھا۔

6- عہد تصنیف و تالیف کے آغاز کے بارے میں جان سکیں۔

7- عہد تصنیف و تالیف میں سامنے آنے والی تالیفات کا تعارف حاصل کر لیں۔

8- یہ بتا سکیں کہ تدوین حدیث کا عظیم کام کب اپنے کمال کو پہنچا۔

3- پہلا مرحلہ - عہد نبوی میں حفاظت حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حدیث کی حفاظت کے دو طریقے رائج تھے۔

3.1- صفہ:

مسجد نبوی میں "صفہ" کے نام سے پہلی اسلامی یونیورسٹی قائم تھی، جس میں داخل ہمہ وقتی طلبہ ہر وقت قرآن کریم کی آیات یاد کرنے اور نبی کریمؐ کی طرف سے منقول ان آیات کی توضیحات و تشریحات کا مذاکرہ کرنے میں مصروف رہتے۔ حفظ قرآن اور قرآن و حدیث کے مطالب و مفاہیم پر غور و فکر ہی ان کا بنیادی کام تھا اور وہ لوگ حب دنیا سے بے نیاز تھے۔ حافظ ابو نعیم ان کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ لوگ (اصحاب صفہ) دنیا کی کسی چیز کے فوت ہو جانے پر غمگین نہیں ہوتے تھے اور ہمیشہ صرف ایسی چیز سے خوش ہوتے تھے جو ان کے لئے آخرت کا حصہ بنتی ہو۔"

صفہ کی اس یونیورسٹی میں قیام پذیر صحابہؓ کی تعداد مختلف زمانوں میں مختلف رہی۔ ان کے علاوہ دیگر صحابہؓ کا بھی یہ معمول تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو سنتے تو اسے یاد کر لیتے۔

3.2 حدیث کے تحریری مجموعات:

حفاظت حدیث کا دوسرا طریقہ کتابت حدیث کا تھا۔

عہد نبوی میں بعض صحابہؓ ازخود کتابت حدیث کیا کرتے تھے۔ احکام و فرامین اور خطوط و معاہدات وغیرہ کو لکھانے کا اہتمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی فرماتے تھے۔

"کتاب الصدقہ" اور "صحیفہ عمرو بن حزم" وہ مجموعات حدیث ہیں جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود املا کرایا۔ "کتاب الصدقہ" میں زکوۃ سے متعلق جبکہ "صحیفہ عمرو بن حزم" میں طہارت، نماز، زکوۃ، عشر، حج، عمرہ، جہاد، مال غنیمت اور طرز حکمرانی کے علاوہ اور بہت سے احکام موجود ہیں، یہ مجموعہ آپ نے اہل نجران کے لئے لکھوایا تھا۔

علاوہ ازیں آپؐ نے جو خطوط، معاہدات اور امان نامے اس زمانہ میں املا کرائے ان کی تعداد کم و بیش ننانوے (99) ہے۔

4- عہد صحابہ میں حفاظت حدیث

صحابہ کرام نے ازخود، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں اور آپؐ کے وصال کے بعد کچھ مجموعات حدیث تیار کئے۔ محتاط اندازے کے مطابق ان مجموعات کی کل تعداد 30 ہے۔ ان میں سے بعض مجموعات ایسے بھی ہیں جو صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی علیہ اللہ وسلم کے سامنے تلاوت کر کے، ان پر تصدیق حاصل کی۔ ان میں ایک مجموعہ "الصحیفتہ الصادقہ" کے نام سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کا جمع کردہ ہے جو کم و بیش ایک ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔ اس مجموعہ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے تحریر کیا گیا۔

قرطبی کی "جامع بیان العلم و فضله" میں نقل کردہ ایک روایت کے مطابق حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی حدیث میں نے روایت کی ہے تو وہ میرے پاس تحریری شکل میں ضرور موجود ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایات کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (5374) ہے۔

5- حفاظت حدیث - تابعین کے عہد میں:

دوسری صدی ہجری میں جب وہ حضرات، جنہوں نے نبی کریمؐ کو براہ راست دیکھا اور آپؐ سے کسب فیض کیا تھا، کم و بیش رخصت ہو چکے تھے۔ انہوں نے حدیث رسول آئندہ نسل کو منتقل کرنے کی پوری کوشش کی۔ صحابہ کرامؓ کے اولین دور اور اس دور میں دو نمایاں فرق تھے:

(الف) صحابہ کرامؓ نے براہ راست رسول اکرم صلی اللیہ علیہ وسلم سے کسب فیض کیا اور اصحاب اپنے عمل و کردار کے اعتبار سے نبی کریمؐ کے اتباع اور پیروی کا نمونہ تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والاصفات اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اکمل نمونہ تھی اور اصحاب رسول بحیثیت جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا نمونہ تھے، چنانچہ صحابہؓ کے دور میں کتابت حدیث کی بہت زیادہ ضرورت نہ تھی۔

بایں ہمہ صحابہؓ کی انفرادی کوششوں سے کچھ تحریری مجموعے ضرور معرض وجود میں آئے۔

(ب) عہد صحابہؓ تک اسلام میں اہل عرب ہی کی اکثریت رہی اور عربوں کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ درجے کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ یہ لوگ حفظ کے لئے لکھنے کے کچھ زیادہ محتاج نہ تھے۔ عہد تابعین میں سلطنت اسلامیہ کی سرحدیں عرب سے نکل کر فارس اور روم تک پھیل چکی تھیں اور برصغیر میں بھی اسلام داخل ہو چکا تھا۔ غرض یہ کہ غیرعربوں کی بڑی تعداد اسلام قبول کر رہی تھی اور علوم دینیہ حاصل کرنے کے شوق میں عرب و حجاز کے سفر بھی کر رہی تھی۔

مذکورہ بالا دونوں اسباب کی بنا پر حدیث کی تحریر کا کام عہد صحابہ کی نسبت تابعین کے دور میں منظم انداز سے ہونے لگا۔ بقول ابن خلدون:

"ہارون الرشید اور اس کے بعد کے زمانہ میں اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ آیات قرآنیہ کی تفاسیر کی جائیں اور احادیث کو احاطہ تحریر میں لایا جائے تاکہ وہ ضائع ہونے سے بچ جائیں۔"

5.1 عہد تابعین میں حدیث کے تحریری مجموعے

حقیقت یہ ہے کہ ہارون الرشید سے بھی پہلے اس بات کی ضرورت اموی خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے محسوس کی اور انہوں نے اپنے دور کے علماء کو اس جانب متوجہ کیا تھا۔ اسی کا اثر تھا کہ ابن شہاب زہری، مالک بن انس، محمد بن اسحاق، سفیان ثوری اور عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی کے علاوہ دیگر محدثین اس جانب متوجہ ہوئے اور مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ، یمن، شام، خراسان، اور مصر کے علاقوں میں جمع و کتابت حدیث کا کام بڑے اہتمام سے شروع ہوا۔ چنانچہ 197ھ تک کل چودہ مجموعات حدیث تحریری شکل میں آچکے تھے۔ ان مجموعات میں مختلف ابواب و عنوانات کے تحت احادیث جمع کی گئیں۔ اس دور کی سب سے بلند پایہ خدمت امام مالکؒ کا مجموعہ حدیث "موطاء امام مالک" ہے۔

6- عہد تصنیف و تالیف

تیسری صدی ہجری کے آغاز میں تدوین حدیث نے ارتقاء کی ایک اور منزل طے کی اور مختلف انواع و اقسام کی کتابیں سامنے آنے لگیں۔ سب سے پہلے "مسانید" کا دور آیا اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے کتاب ابوداؤد طیالسی (133ھ -- 204ھ) کی کتاب مسند ابی داؤد طیالسی سامنے آئی۔ اس کتاب میں اسناد کے اعتبار سے احادیث کو جمع کیا گیا تھا۔ اس طرز پر لکھی گئی مختلف کتب میں سے امام احمد حنبلؒ (164ھ __ 241ھ) کی کتاب "مسند الامام احمد بن حنبل" سب سے زیادہ مقبول ہوئی۔

6.1 صحاح ستہ کی تالیف:

دوسری صدی ہجری کا آخری عشرہ اور تیسری صدی ہجری کے پہلے پندرہ سال اس اعتبار سے مبارک ہیں کہ اس عرصے میں علم حدیث کے ایسے رجال و شیوخ پیدا ہوئے جو حدیث کے ضمن میں اپنی وقیع خدمات کی وجہ سے ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ 194ھ میں امام بخاریؒ، 204ھ میں امام مسلمؒ، 202ھ میں امام ابوداؤدؒ اور امام ترمذیؒ، 215ھ میں امام نسائیؒ اور 207ھ میں ابن ماجہؒ پیدا ہوئے۔ ان چھ حضرات نے جو مجموعات حدیث تالیف کئے، وہ "صحاح ستہ" کہلائے۔ دنیائے علم حدیث میں ان چھ

کتابوں نے جو اثرات مرتب کئے، تاریخ ان کی گواہ ہے۔ یہ چھ کتابیں بعد میں بے شمار کتب کی تصنیف و تالیف کی سبب بنیں۔ مثلاً چوتھی صدی ہجری کے آغاز میں ابوعبداللہ الحاکم نے "المستدرک علی الصحیحین" کے نام سے پھر ابن حبان نے "المسند الصحیح" کے نام سے، طبرانی نے "معجم صغیر" "معجم کبیر" اور "معجم اوسط" کے ناموں سے حدیث کے معاجم مرتب کئے۔ امام طحاوی نے "معانی الاثار" سے مجموعہ حدیث مرتب کیا اور امام بغوی نے "مصابیح السنتہ" کے نام سے صحاح ستہ میں منقول احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا۔

7- تدوین حدیث و تدوین فقہ

تدوین و جمع حدیث کی تاریخ کے مذکورہ بالا مختصر خاکے سے دو نکتے سامنے آتے ہیں:

(i) تدوین و تحریر حدیث کے متعلق یہ خیال کہ تحریر حدیث کا کام تیسری صدی ہجری میں شروع ہوا، تاریخی اعتبار سے خلاف حقیقت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تیسری صدی ہجری تو تحریر و تدوین حدیث کے عروج و کمال کا زمانہ ہے۔

(ii) نقد حدیث کے اصول و ضوابط اور مجموعات حدیث کی تاریخ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تدوین حدیث کا کام جب مکمل ہوا، اور نقد حدیث کے لئے اصول و ضوابط وضع کئے گئے تو فقہ اسلامی کی تدوین کا کام اس سے پہلے شروع ہو چکا تھا۔ تدوین فقہ اسلامی کا زیادہ تر کام امام ابوحنیفہ (م 150ھ) اور امام مالک (م - 179ھ) کے عہد میں ہوا، یہ وہ دور تھا جس میں ابن شہاب زہری نے تدوین حدیث کے کام کا آغاز کیا۔ امام شافعیؒ (م - 204ھ) کے عہد تک تدوین فقہ اسلامی کا کام بنیادی طور پر مکمل ہو چکا تھا۔

درج بالا نکات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان فقہاء پر یہ الزام کہ "انہوں نے حدیث کے مدون مجموعات میں سے اپنے مطلب کی احادیث تخریج کر کے مسائل کا استنباط کیا اور پھر ان احادیث کو صحیح قرار دینے کے لئے ایسے اصول وضع کئے جن سے وہ احادیث صحت کے مرتبہ پر فائز ہو جائیں" اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

8- کتب برائے مطالعہ

8.1 لازمی مطالعہ کی کتب:

1- مولانا مناظر احسن گیلانی، تدوین حدیث (صفحات 266 تا 281 اور صفحات 401 تا 421)

2- محمد سعد صدیقی "علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت" (صفحہ 137 تا 163)

3- عجاج الخطیب، "السنۃ قبل التدوین"

اختیاری مطالعہ کے لئے درج ذیل کتب سے رجوع کریں:

1- خالد علوی، "حفاظت حدیث"

2- محمد رفیع عثمانی۔ "کتابت حدیث، عہد رسالت و عہد صحابہؓ میں"

3- محترم فہیم عثمانی "حفاظت و حجیت حدیث"

4- Mustafa Azmi "Studies in Early Hadith Litrature"

خود آزمائی

1- عہد صحابہ کے مجموعات حدیث کا تعارف کرائیں۔

2- امام مسلم کی "الجامع الصحیح" اور امام ترمذی کی "الجامع السنن" پر تعارفی شذرہ لکھیں۔

3- "حدیث کی تحریر کا کام تیسری صدی ہجری میں ہوا، اس سے پہلے احادیث سینہ بہ سینہ منتقل ہو رہی تھیں، لہٰذا ان کی ثقافت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔"

تدوین حدیث پر اس اعتراض کا تنقیدی جائزہ لیں نیز تحریر حدیث کے متعلق کبار صحابہ کی آراء کا تجزیہ کریں۔

4- "اصحاب صفہ" سے کیا مراد ہے؟ قرآن و سنت کی تعلیم و تدریج میں ان کو زیادہ اہمیت کیوں دی جاتی ہے؟

5- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں حفاظت حدیث کے کون سے دو طریقے رائج تھے۔

-6 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے املاءات میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں؟

-7 وہ کونسے مجموعات حدیث ہیں جو آپؐ نے خود املاء کرائے تھے؟

-8 "اصح کتاب بعد کتاب اللہ" کس کتاب کو کہا جاتا ہے۔

-9 صحاح ستہ میں چھٹی کتاب کونسی ہے؟ کتاب کا نام مع مولف تحریر کریں۔

-10 حدیث کی تحریر کا زیادہ کام عہد تابعین میں ہوا۔ ابن خلدون اس کی کیا وجہ بیان کرتے ہیں؟

-11 تابعین کے عہد میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ کن کن مقامات پر جمع و کتابت حدیث کا کام اہتمام سے شروع ہوا؟

-12 امام مسلم، ترمذی اور نسائی کے سالہائے پیدائش اور وفات تحریر کریں۔

-13 ابوعبداللہ الحاکم نے حدیث کی جو کتاب مرتب کی اس کا نام کیا ہے؟

-14 طبرانی کی تین کتب کے نام تحریر کریں۔

-15 ابن شہاب زہری اور ابوحنیفہ کے سالہائے وفات تحریر کریں۔

یونٹ نمبر 6

تاریخ حدیث (2)

فہرست عنوانات

۱- تعارف

گذشتہ یونٹ میں آپ نے جمع و تدوین حدیث کی تاریخ کا مطالعہ کیا جس سے آپ کو معلوم ہوا کہ محدثین نے حفاظت حدیث کی خاطر کس قدر کاوشیں اور محنتیں کیں۔

حفاظت و جمع حدیث تدوین و تحریر، تصنیف و تالیف اور درس و تدریس غرض علم حدیث کی حفاظت کا کوئی بھی شعبہ ہو، برصغیر سے تعلق رکھنے والے محدثین بھی ان کاوشوں میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔

برصغیر میں علم حدیث کی درس و تدریس کا آغاز سندھ کے اس علاقے سے ہوا جو آج مملکت خداداد پاکستان کا حصہ ہے۔ اس یونٹ میں آپ علم حدیث کے سلسلہ میں برصغیر میں ہونے والی خدمات کا تاریخی حوالے سے مختصر تعارف حاصل کریں گے۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہونا چاہئے کہ آپ :

۱- برصغیر میں علم حدیث کی درس و تدریس کی ابتداء کے بارے میں جان سکیں۔

2- یہ جان سکیں کہ اہل سندھ نے کس طرح بصرہ و بغداد اور حجاز و کوفہ کے سفر کی صعوبتیں برداشت کیں اور حدیث کا علم حاصل کیا۔

3- برصغیر کی ان خدمات حدیث کے ادوار کے بارے میں گفتگو کر سکیں۔

4- مختلف ادوار کی ابتدا و انتہاء اور زمانے کا تعین کر سکیں۔

5- ہر دور کی خدمات حدیث کی نمایاں خصوصیات اور امتیازات کو جان سکیں۔

6- شاہ ولی اللہؒ نے خدمات حدیث میں جو کردار ادا کیا اس پر سیر حاصل گفتگو کر سکیں۔

7- مملکت خداداد پاکستان میں گذشتہ نصف صدی میں نمایاں خدمات حدیث کے بارے میں ایک مقالہ سپرد قلم کر سکیں۔

3- برصغیر میں خدمات حدیث کا آغاز

برصغیر میں پہلی صدی ہجری کے اواخر (93ھ/711ء) میں محمد بن قاسم کی آمد کے ساتھ ہی گویا دین اسلام کا ورود ہوا۔ فتح سندھ کے بعد عربوں کی سندھ کی طرف اور سندھ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی عرب میں آمد و رفت کا آغاز ہوا۔

عرب سے آنے والے مسلمانوں نے سندھ میں علوم دینیہ کی تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ جس سے رفتہ رفتہ اہل سندھ میں طلب علم کا ذوق بڑھا اور ان لوگوں نے بھی علوم اسلامیہ حاصل کرنے کے لئے بصرہ و کوفہ اور حجاز کے سفر کئے۔ اس طرح سندھ میں درس و تدریس حدیث کی ابتدا ہوئی اور علم حدیث کا دائرہ پورے برصغیر تک پھیل گیا۔

3.1 برصغیر میں خدمات علم حدیث کے ادوار

برصغیر میں ہونے والی ان خدمات حدیث کو آٹھ ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ان میں چھ ادوار قیام پاکستان (1947ء) تک کے ہیں جبکہ دو ادوار پاکستان بننے کے بعد سے عصر حاضر تک ہوں گے۔

4- دور اول

دور اول کا زمانہ دوسری صدی ہجری (آٹھویں صدی عیسوی) سے چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) تک پھیلا ہوا ہے۔ اس دور میں برصغیر میں علم حدیث کا چراغ اگر کہیں روشن نظر آتا ہے تو وہ سرزمین سندھ ہے اس وقت سندھ میں کم و بیش 37 محدثین کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے درس و تدریس کے ذریعے علم حدیث کی خدمت کی۔ ان میں وہ علماء حدیث بھی شامل ہیں جو محمد بن قاسم کے ساتھ یا بغرض تجارت سندھ آئے تھے اور پھر یہیں رہائش اختیار کر لی۔

4.1 دور اول کے محدثین

اس دور کے علمائے حدیث میں مفضل بن مہلب بن ابی صفرہ (م: 102ھ/721ء) ابوعبداللہ مکحول (م: 118ھ/738ء) ابوموسیٰ اسرائیل بن موسیٰ البصری (م: 155ھ 771ء) ابو حفص الربیع بن

صبیح السعدی البصری (م 160ھ / 776ء) کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔

اس دور سے بعض محدثین ایسے بھی ہیں جو نسلاً سندھی تھے لیکن انہیں سرزمین سندھ میں خدمت حدیث کا موقع نہیں ملا۔

اس دور میں جن سندھی محدثین کا علمی فیض نمایاں طور پر جاری ہوا ان میں ابو معشر نجیم بن عبدالرحمٰن سندھی (م 170ھ / 786ء) اور ابو محمد خلف بن سالم (م: 231ھ 845ء) شامل ہیں۔

5- دوسرا دور

دوسرا دور چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) سے ساتویں صدی ہجری (تیرہویں صدی عیسوی) تک کے عرصہ پر مشتمل ہے۔ اس دور کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ سندھ میں دیبل کے مقام پر علم حدیث کے درس و تدریس کا ایک مرکز قائم ہوا اس دور کے محدثین کی کل تعداد 42 بنتی ہے جن میں سے دس کا تعلق دیبل سے تھا۔

اس دور میں علم حدیث کی خدمت میں سندھ کے ساتھ ساتھ برصغیر کے شمالی علاقے بھی شامل ہوئے۔ ان علاقوں میں لاہور اور دہلی کا نام قابل ذکر ہے۔

یہ دور حدیث کی درس و تدریس تک محدود نہ تھا' چنانچہ کئی صاحب تصنیف محدثین بھی اس دور میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ حسن بن محمد صاغانی لاہوری کا تعلق اسی دور سے تھا جن کی کتاب " مشارق الانوار النبویه من صحاح الاخبار المصطویة" حدیث کا اولین معجم (Index) کہلاتا ہے۔

یوں اس دور میں برصغیر میں علم حدیث کی خدمات نظم و ارتقاء کے مراحل طے کرتی نظر آتی ہیں۔

6- تیسرا دور

تیسرا دور آٹھویں' نویں اور دسویں صدی ہجری کے اوائل چودہویں اور پندرہویں صدی عیسوی) پر محیط ہے۔ اس دور میں کل اکیس محدثین نظر آتے ہیں۔ اس زمانے میں محدثین کی تعداد کم اور فقہاء کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے۔

7- چوتھا دور

چوتھا دور دور نشاط کہلاتا ہے اور یہ دسویں صدی ہجری (پندرہویں صدی عیسوی) پر مشتمل ہے۔ اس صدی کے دوران برصغیر میں ایک بار پھر علم حدیث کی خدمت سرگرمی کے ساتھ ہوتی نظر آتی ہے۔ 35 محدثین کا تعلق اس زمانے سے ہے۔ ان محدثین میں سب سے نمایاں مقام علی بن حسام الدین المتقی برھانپوری (م: 975ھ / 1567ء) کو حاصل ہے۔ ان کی کتاب "کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کا بیش بہا ذخیرہ ہے۔ اس میں 46624 احادیث منقول ہیں۔ علامہ کوثری کے بقول یہ وہ عہد ہے جب حجاز' بغداد اور مصر جیسے علاقے جو علم حدیث کے مراکز تھے' سکوت اور جمود کا شکار تھے۔ دوسری طرف برصغیر میں نہ صرف یہ کہ درس و تدریس کا سلسلہ وسیع پیمانے پر جاری تھا بلکہ صحاح ستہ کی شروح و تعلیقات' علل حدیث اور رجال سند پر کتب تالیف کی گئیں۔

8- پانچواں دور

برصغیر میں خدمات حدیث کا پانچواں دور گیارہویں صدی ہجری (سترہویں صدی عیسوی) سے شروع ہو کر (1176ھ/1762ء) میں اپنے اختتام کو پہنچتا ہے۔ اس دور میں موجودہ ہندوستان سے تعلق رکھنے والے محدثین کی تعداد 50 تھی جبکہ موجودہ علاقہ پاکستان میں بسنے والے محدثین کی تعداد 29 تھی۔ اس طرح پانچویں دور کے محدثین کی تعداد 79 بنتی ہے۔ علاوہ ازیں اس دور میں کئی ممتاز نام نظر آتے ہیں۔ علاقہ ہندوستان کے اس دور کے ممتاز محدثین میں شیخ احمد بن عبدالاحد سرہندی (مجدد الف ثانی م - 1035ھ/1625ء) اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م: 1052ھ) سرفہرست ہیں جن کی خدمات حدیث برصغیر میں نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ علاقہ پاکستان میں قاضی محمد اکرم نصرپوری (م: اوائل گیارہویں صدی ہجری جنہوں نے ابن حجر کی شرح نخبۃ الفکر اور صحیح بخاری کی شرح تالیف کی' شیخ ابوالحسن کبیر (1136ھ/1723ء) جنہوں نے صحاح ستہ کی شروح تالیف کیں اور شیخ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھائی / ٹھٹھوی (م: 1174ھ/1760ء) کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ مجموعی طور پر اس دور میں صحاح ستہ کی شروح کی تالیف پر زیادہ توجہ دی گئی۔

9- چھٹا دور

چھٹے دور کا آغاز سن (1176ھ/1762ء) سے ہوتا ہے جو شاہ ولی اللہ کا سال وفات ہے اور سن (1367ھ/1947ء) پر اس دور کا اختتام ہوتا ہے جو قیام پاکستان کا سال ہے۔ گویا یہ دور ہجری اعتبار سے 191 سالوں اور عیسوی اعتبار سے 185 برس پر مشتمل ہے۔ اس دور میں برصغیر کے محدثین نے علم حدیث کی خدمات کے ضمن میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ 139 محدثین کا تعلق علاقہ ہندوستان سے اور 13 محدثین کا تعلق علاقہ پاکستان سے تھا۔

اس دور میں سب سے نمایاں نام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م: 1176ھ/1762ء) کا ہے جنہوں نے برصغیر میں علم حدیث کی خدمات میں ایک نظم پیدا کیا۔ ان کے اہل خاندان اور پھر ان کے تلامذہ نے علم حدیث کو برصغیر میں درجہ کمال کو پہنچا دیا حتیٰ کہ یہ کہا جانے لگا کہ برصغیر میں علم حدیث کی خدمات کا آغاز شاہ ولی اللہ سے ہوا۔

شاہ ولی اللہ کے علاوہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م: 1239ھ/1823ء) نواب صدیق حسن خان (م: 1307ھ/1886ء) شیخ الہند مولانا محمود الحسن (م: 1339ھ/1920ء) مولانا احمد رضا خان بریلوی (م: 1343ھ/1924ء) مولانا احمد علی سہارن پوری' مولانا خلیل احمد سہارن پوری' مولانا محمد یحیٰی کاندھلوی' مولانا محمد انور شاہ کاشمیری' علامہ وحید الزمان کے اسماء گرامی برصغیر میں علم حدیث کی خدمات کے حوالے سے نہایت اہم ہیں اور بعد میں آنے والے ادوار پر ان کے گہرے اثرات ہیں۔

10- ساتواں دور

1947ء میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔ پاکستان کی نصف صدی میں ہونے والی خدمات حدیث کو دو ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

ساتویں دور میں ابتدائی پچیس سال کی خدمات کا ذکر ہو گا۔ سن 1947ء/1366ھ سے سن 1972ء/1392ھ تک کے پچیس برسوں میں محدثین کی تعداد ہے۔ ان میں مولانا بدر عالم مرتضیٰ' مولانا محمد ذکریا کاندھلوی (م: 1949ء/1368ھ) مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی (م: 1377ھ/1958ء)' مولانا مفتی عبدالحفیظ حقانی (م: 1377ھ/1958ء)' مولانا سید داؤد غزنوی (م: 1383ھ/1963ء) اور مفتی احمد یار خان نعیمی (م: 1391ھ/1971ء) کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس دور میں درس و تدریس حدیث کے علاوہ علم حدیث کے مختلف پہلوؤں پر کتابیں اور صحاح ستہ کی اردو' عربی شروح تالیف کی گئیں۔ نیز اردو میں ترجمے کیے۔

11- آٹھواں دور

آٹھویں دور کا آغاز سن 1972ء / 1392ھ سے ہوتا ہے اور یہ عصر حاضر تک جاری ہے۔ ان محدثین میں مولانا محمد ادریس کاندھلوی (م : 1394ھ/1974ء) مولانا ظفر احمد عثمانی (م : 1396ھ/1976ء) مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، مولانا عطاء اللہ حنیف، مولانا محمد حنیف ندوی مولانا محمد یوسف بنوری، (م : 1397ھ/1977ء) اور مولانا سید احمد سعید کاظمی (م : 1406ھ/1986ء) کے اسماء گرامی نمایاں اور ممتاز مقام رکھتے ہیں۔

یوں برصغیر میں خدمات حدیث کا یہ طویل سفر عہد حاضر تک پہنچتا ہے۔ یہ ان وقیع او بسیط خدمات کا بہت مختصر خاکہ ہے جو چودہ صدیوں پر محیط ہیں اور چند بہت اہم نوعیت کی خدمات اور بہت ممتاز ناموں کا ذکر کیا گیا ہے۔

12- کتب برائے مطالعہ

لازمی مطالعہ کے لئے حسب ذیل کتب کے متعینہ حصوں کا مطالعہ کریں۔

1- محمد صدیق، "تعارف علماء اہل سنت"
2- محمد سعد صدیقی، "علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت" صفحات 168 تا 295، 298 تا 322 اور 332 تا 409
3- ابو یحییٰ امام خان نوشہروی "ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات"

اختیاری مطالعہ کے لئے درج ذیل کتب سے رجوع کریں :

1- ابو یحییٰ امام خان نوشہروی - "تراجم علماء حدیث ہند"
2- اختر راہی - "تذکرہ علماء پنجاب"
3- رحمٰن علی - تذکرہ علماء ہند۔
4- فیوض الرحمٰن، قاری "مشاہیر علماء دیوبند"
5- ڈاکٹر محمد اسحاق - "علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ" اردو ترجمہ شاہد حسین رزاقی۔

خود آزمائی

1- سندھ میں ہونے والی خدمات حدیث کا جائزہ پیش کریں۔
2- شاہ ولی اللہ نے خدمات حدیث میں جو انقلاب برپا کیا اس کا تجزیہ کرتے ہوئے ان کے خاندان اور تلامذہ کی خدمات حدیث پر روشنی ڈالیں۔
3- برصغیر کی خدمات حدیث اور ابتدائی تین صدیوں میں ہونے والی کوفہ و بصرہ اور حجاز کی خدمات حدیث کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔
4- پاکستان میں ہونے والی خدمات حدیث کی چیدہ چیدہ خصوصیات تحریر کریں۔
5- برصغیر میں خدمات حدیث کا آغاز کس طرح ہوا؟
6- برصغیر میں خدمات حدیث کے کل کتنے ادوار ہیں؟
7- دور اول کتنی صدیوں پر مشتمل ہے؟
8- دور اول میں برصغیر کے کس علاقہ میں خدمات حدیث کا کام نمایاں نظر آتا ہے۔
9- دور اول کے تین محدثین کے اسماء گرامی اور ان کے سالہائے وفات لکھیں۔
10- دور اول کے ایسے محدثین کے نام بتائیں جن کا فیض علمی ان کی آئندہ نسلوں میں بھی پایا جاتا ہے۔
11- دوسرے دور کے ممتاز محدثین کے اسماء گرامی اور سالہائے وفات بتائیں۔
12- تیسرے دور میں محدثین کی تعداد کتنی ہے؟
13- چوتھے دور کی مقبول کتاب اور اس کے مولف کا نام تحریر کریں۔
14- مجدد الف ثانی کا نام اور ان کا سال وفات تحریر کریں۔
15- ابن حجر کی شرح "نخبۃ الفکر" کی شرح کس سندھی عالم نے تحریر کی؟
16- چھٹے دور میں شاہ ولی اللہ کے علاوہ جن محدثین نے خدمات حدیث میں نام پیدا کیا ان کا تعارف کرائیں۔
17- ساتواں اور آٹھواں دور کس عرصے پر مشتمل ہے؟ سن تحریر کریں۔
18- ساتویں اور آٹھویں دور کے پانچ ممتاز محدثین کے اسماء گرامی تحریر کریں۔

یونٹ نمبر 7

متن (۱)

الجامع الصحیح للبخاری

فہرست عنوانات

1- تعارف

"تاریخ حدیث" کے یونٹ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ تصنیف و تالیف کے عہد میں حدیث کی چھ کتابوں کو امت میں بلند مقام حاصل ہوا جنہیں ہم صحاح ستہ کے نام سے جانتے ہیں۔

اصول و تاریخ کے بعد آئندہ یونٹوں میں آپ متن حدیث پڑھیں گے۔ متن حدیث کے سلسلہ میں آپ امام بخاریؒ کی کتاب الجامع الصحیح اور امام ابوداؤد کی کتاب السنن کے منتخب ابواب اور ان میں منقول احادیث کا مطالعہ کریں گے۔

دنیائے علم و دانش میں امام بخاری کی کتاب "الجامع الصحیح" کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ صاحبان علم عموماً اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ "اصح کتاب بعد کتاب اللہ" یعنی کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب امام بخاری کی کتاب "الجامع الصحیح" ہے۔

امت کی طرف سے اس طرح کا قبول اور اس نوع کا اعتماد' جیساکہ صحیح بخاری کو حاصل ہے' کم ہی کتب کو نصیب ہوتا ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر' علماء و محدثین بخاری کے زمانہ تالیف کے فوراً بعد ہی اس کے حواشی و شروح مرتب کرنے میں منہمک ہوگئے اور پھر یہ ایک کتاب بہت بڑے ذخیرہ کتب کی تالیف کا سبب بنی۔ ایک ہزار برس سے زائد کا عرصہ گذر چکاہے اور بخاری آج بھی ایسی ہی مقبول ہے جیسے یہ دور حاضر کی کوئی کتاب ہے جس میں آج کے بہت اہم مسائل پر بحث کی گئی ہے۔

زیر نظر یونٹ میں آپ امام بخاریؒ کے حالات زندگی کا مطالعہ کریں گے۔ آپ کو اندازہ ہو گا کہ اللہ نے انہیں کن کن امتیازی اوصاف سے نوازا تھا اور کس محنت اور عرق ریزی سے انہوں نے احادیث جمع کیں' ان کی صحت کا خیال رکھا اور کس اہتمام سے انہیں مرتب کیا۔ اس یونٹ میں آپ بخاری کی کتاب "الجامع الصحیح" کا تعارف بھی حاصل کریں گے۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہئے کہ آپ:

1- امام بخاریؒ کا تعارف حاصل کرنے کے بعد اس پر گفتگو کر سکیں۔

2- امام بخاری نے جن اساتذہ سے استفادہ کیا ان کے بارے میں معلومات رکھتے ہوں۔

3- "الجامع الصحیح" کا تعارف حاصل کر لیں اور اس پر ایک مقالہ سپرد قلم کر سکیں۔
4- "الجامع الصحیح" کی اہمیت و عظمت کے حوالے سے اس کا تفصیلی جائزہ لے سکیں۔
5- "الجامع الصحیح" کے تراجم ابواب کے امتیازات پر بحث کر سکیں۔
6- "الجامع الصحیح" کی ممتاز شروح و تراجم سے متعلق کوئی معلومات رکھتے ہوں۔

3- امام بخاری -- احوال و آثار

آپ امام مالکؒ کے تلمیذ ارشد اور ان کے ساتھی اسماعیل بن ابراہیم کے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت 13 شوال 194ھ 809ء بروز جمعہ بخارا میں ہوئی ان کا نام محمد رکھا گیا بعدازاں اس نامور فرزند کا پورا نام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بردزبہ جعفی البخاری ہوا اور کنیت ابوعبداللہ معروف ہوئی۔

امام بخاریؒ بچپن میں نابینا ہو گئے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو اس بات کا سخت صدمہ تھا اور وہ ہر وقت بارگاہ ایزدی میں بیٹے کی بصارت کے لئے دعاگو رہتیں۔ ایک رات حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ آپؑ فرما رہے ہیں "اللہ تعالیٰ نے تیری دعا کے سبب تیرے فرزند کو بصارت عطا کر دی ہے" صبح بیدار ہوئیں تو فرزند کی آنکھیں نور بصارت سے منور تھیں۔

امام بخاریؒ کو بچپن ہی سے علوم دینیہ کے حصول کا شوق تھا۔ تحصیل علم حدیث کی خاطر آپ نے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ اور دیگر بلاد اسلامیہ کے سفر کئے اس زمانہ کے علماء اور محدثین سے ملاقات کی اور ان سے استفادہ کیا۔ حافظ ابن حجر کے مطابق آپ نے سولہ برس کی عمر میں وکیعؒ اور عبداللہ بن مبارکؒ جیسے محدثین کی کتب یاد کر لی تھیں۔ اٹھارہ برس کی عمر میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا اور حدیث و رجال پر مختلف کتب تالیف کیں۔

3.1 علم حدیث میں استفادہ کا آغاز

امام بخاریؒ اپنے استاد اسحاق بن راہویہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ استاد نے دوران درس اس خواہش کا اظہار کیا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو یہ توفیق دے کہ وہ ایسا مختصر مجموعہ حدیث تیار کرے جس میں صرف وہ حدیثیں ہوں جو صحت میں اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوں، تاکہ عمل

کرنے والا بلاتردد و تامل ان پر عمل کر سکے۔ یہ بات امام بخاری کے دل میں اتر گئی اور اسی وقت ایسی کتاب مرتب کرنے کا عزم کر لیا۔ اسی دوران امامؒ نے خواب دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ امام بخاری کے ہاتھ میں پنکھا ہے جس سے مکھیاں اڑا رہے ہیں۔ کسی بزرگ نے اس خواب کی تعبیر یہ دی کہ تم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ کو الگ کر دو گے یعنی تم جھوٹی حدیثوں کو صحیح حدیثوں سے علیحدہ کرو گے۔ اس خواب نے امام بخاری کے اس عزم کو مزید پختہ کر دیا۔

16 برس کی محنت اور تحقیق کے بعد آپ نے صحیح بخاری مرتب کی۔ اس عظیم کام کی تکمیل مدینہ منورہ میں ہوئی۔ وہاں کے حاکم وقت سے اختلاف کی وجہ سے سمرقند سے دس میل کے فاصلے پر اپنے رشتہ داروں کے پاس "خرتنگ" گاؤں میں مقیم ہو گئے اور وہیں سن (256 ھ / 870ء) میں وفات پائی۔

3.2 امام بخاری کا مرتبہ و مقام

حدیث کے راویوں کی تحقیق و تفتیش اور ان پر جرح و تعدیل کے کچھ احکام و آداب اور کچھ معیارات و مراتب ہیں۔ وہ ائمہ جرح و تعدیل جنہوں نے قبول روایت کے سلسلے میں راویوں پر جرح و تعدیل کے معیارات متعین کئے ہیں' ان کو تین جماعتوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔۔

1- جماعت اول' ائمہ اسماء الرجال کے ان افراد پر مشتمل ہے جنہوں نے تعدیل کے صرف تین معیارات متعین کئے ہیں اور چوتھے مرتبہ و معیار پر فائز راوی کو عادل راویوں میں شمار نہیں کیا۔

یحیٰی بن معینؒ (م : 223ھ/849ء)' اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م : 852ھ/1448ء) بھی اس جماعت میں شامل ہیں۔

2- جماعت ثانیہ ان ائمہ پر مشتمل ہے جو تعدیل کے چوتھے درجہ کے بھی قائل ہیں۔ ابن ابی حاتم (م : 327ھ/938ء) خطیب بغدادی (م : 463ھ/1070ء)' ابن الصلاح' ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمٰن (م : 643ھ/1245ء)' اور علامہ نووی (م : 676ھ/1277ء) کا تعلق اسی جماعت سے ہے۔

3- جماعت ثالثہ ان ائمہ پر مشتمل ہے جو تعدیل راوی میں کسی قدر نرم واقع ہوئے ہیں اور تعدیل میں پانچویں مرتبہ کے بھی قائل ہیں۔ حافظ عراقی (م: 806ء / 1403ء) اور علامہ جلال الدین سیوطی (م: 911ھ/1505ء) اسی جماعت میں شمار ہوتے ہیں۔

امام بخاریؒ کا تعلق پہلی جماعت سے ہے اور ابوداؤد کا تعلق دوسری جماعت سے۔

4- الجامع الصحیح

جرح و تعدیل کے بیان کردہ معیارات و مراتب میں راویوں کا وہ طبقہ جن سے ائمہ بخاری و مسلم نے روایات نقل کی ہیں۔ اعلیٰ ترین طبقہ کہلاتا ہے' جن پر ابوداؤد نے کوئی جرح نہ کی ہو وہ متوسط طبقہ کہلاتا ہے۔ جرح و تعدیل کے ان معیارات و مراتب سے صحیح بخاری کا مقام و مرتبہ کسی حد تک واضح ہوگیا۔ بقول علامہ شبیر احمد عثمانیؒ :

"صوفیاء کی اصطلاح میں سالک دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو ابوالحال کہلاتے ہیں یعنی وہ لوگ جو احوال' کیفیات' اور واردات پر غالب ہوتے ہیں اور احوال و واردات سے مغلوب نہیں ہوتے۔ دوسری قسم کے لوگ ابن الحال کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ احوال و کیفیات سے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر فن کے ماہرین و حاذقین دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو فن پر غالب ہوتے ہیں اور فن ان کے قبضے میں ہوتا ہے' جس طرح کا تصرف چاہتے ہیں کر لیتے ہیں۔ دوسری قسم میں وہ لوگ ہیں جو مہارت کے باوجود فن پر غالب نہیں ہوتے بلکہ فن ان پر غالب رہتا ہے۔ امام بخاریؒ کا شمار فن حدیث کے اعتبار سے قسم اول میں ہوتا ہے' ان کی کتاب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام' فن پر پوری طرح حاوی و غالب ہیں اور ذخیرہ حدیث ان کے سامنے ہے' جس مسئلہ کو چاہتے ہیں' حدیث سے ثابت کر دیتے ہیں۔"

4.1 مکمل نام:

ان کی کتاب کا مکمل نام "الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ و ایامہ" ہے۔

4.2 احادیث کی تعداد

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے مطابق بخاری کی روایات اور اس کے ابواب کی تعداد اس طرح ہے:

احادیث	7397 :
معلق روایات	1341 :
متابعات	342 :
مکررات	9082 :
کتاب	100 :
ابواب	3450 :

بعض تذکرہ نگاروں کے مطابق امامؒ نے سولہ سال کی تحقیق و جستجو کے بعد چھ لاکھ احادیث حاصل کیں اور ان میں سے 2602 (علامہ عینی کے مطابق 2513) احادیث اپنی صحیح میں جمع کیں۔ مکررات اور معلقات شامل کر کے 7275 تا 7397 احادیث نقل کیں۔ "دیب البغا" کے تدوین و ترقیم شدہ نسخہ میں آخری حدیث کا نمبر 7563 ہے۔ اس طرح مکررات سمیت صحیح بخاری کی احادیث کی کل تعداد 7563 بنتی ہے۔

4.3 صحیح بخاری کی اہمیت و فضیلت:

صحیح بخاری امام بخاری کی سولہ سال کی مسلسل محنت، تحقیق اور جستجو کا نتیجہ ہے۔ آپ نے سفرو حضر میں ہر جگہ برابر اپنی کتاب کی تالیف کا کام کرتے رہے۔ البتہ تراجم ابواب کی ترتیب و تہذیب اور ہر باب کے تحت احادیث کے اندراج کا کام ایک مرتبہ تو حرم پاک میں انجام دیا اور دوسری مرتبہ مسجد نبوی میں ریاض الجنتہ کے مقام پر۔ اس سارے عرصے میں آپ روزہ دار رہے۔ ہر حدیث کو کتاب کا حصہ بنانے کا طریقہ یہ تھا کہ پورے حزم و احتیاط اور تحقیق و جستجو کے بعد نقل حدیث کا فیصلہ کرتے اور اس پر عمل سے قبل آپ غسل فرماتے، دو رکعت صلوۃ الاستخارہ پڑھتے پھر اگر اس حدیث کی تحقیق و تخریج پر شرح صدر ہوتا تو نقل کرتے ورنہ ترک کر دیتے۔ گویا یہ کتاب برکات کا مجموعہ ہے۔ امام بخاریؒ نے اس کتاب کی ترتیب و تدوین کے لئے ایک ہزار اسی اساتذہ سے کسب فیض کیا اور نوے ہزار تلامذہ نے یہ کتاب براہ راست آپ سے سنی۔

5- تراجم ابواب

بخاری کے تراجم ابواب (ابواب کے عنوانات) امام کی دقت نظر' ان کے تفقہ اور عربی زبان و ادب پر ان کی قدرت کے مظہر ہیں۔ بخاری کے اکثر تراجم ابواب ایک دعویٰ کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس میں نقل شدہ حدیث اس دعویٰ کی دلیل کی حیثیت رکھتی ہے۔

تراجم ابواب میں امام بخاری کے طریقہ کار کو درج ذیل نکات کے ساتھ بیان کیا جا سکتا ہے :

1- امام بخاریؒ اکثر اوقات کسی آیت قرآنی کو عنوان باب بناتے ہیں۔ مثلاً پہلے باب (بدء الوحی) میں آیت إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا" کو باب کا عنوان بنایا گیا۔

2- بعض اوقات آثار صحابہؓ و تابعینؒ کو بھی عنوان باب بنا دیا جاتا ہے۔ اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ قول صحابی یا تابعی حدیث کے سمجھنے میں مدد دیتا ہے چونکہ بطور حدیث وہ اثر شرائط بخاری پر پورا نہیں اترتا تو اسے باب کے عنوان کے طور پر درج کر دیا جاتا ہے تاکہ اس سے استفادہ میں محرومی بھی نہ رہے۔

3- بعض اوقات کسی ایسی حدیث کے ٹکڑے کو باب کا عنوان بنایا جاتا ہے جسے بخاری نقل تو کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ ان کی شرائط پر پورا نہیں اترتا۔ ایسی صورت میں حدیث کا مخصوص ٹکڑا جسے خاص طور پر نقل کرنا چاہتے ہیں اسے باب کے عنوان کے طور پر نقل کر دیتے ہیں۔

4- بعض اوقات عنوان باب اور باب میں نقل شدہ حدیث میں مناسبت بہت لطیف ہوتی ہے۔

5- بعض اوقات امامؒ باب کا عنوان تو درج کر دیتے ہیں لیکن اس عنوان کے تحت حدیث نقل نہیں کرتے۔ اس کے متعلق عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید حدیث کی املا یہاں رہ گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بخاری نے ایک عنوان قائم کیا پھر اس عنوان پر انہیں اپنی شرائط پر پوری اترنے والی کوئی حدیث نہ ملی تو انہوں نے عنوان کو خالی چھوڑ دیا۔ غرض تراجم ابواب کے سلسلے میں بخاری کے یہ لطائف بخاری کی امتیازی اور انفرادی خصوصیت ہیں۔

6- شروح و تراجم

صحیح بخاری کی تالیف کے بعد جلد ہی اس کی شرح کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ امام ابو سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب (م: 308ھ) نے "اعلام السنن" کے نام سے بخاری کی اولین شرح تالیف کی اور یہ سلسلہ و ہنوز جاری ہے۔

عربی شروح میں ابن حجر عسقلانی کی "فتح الباری" اور علامہ عینی کی عمدۃ القاری کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ آج بھی یہ دونوں شروح سب سے زیادہ مقبول ہیں۔ برصغیر میں مرتب کی جانے والی عربی شروح میں مولینا سید انور شاہ کشمیری کی "فیض الباری" اور مولینا محمد ادریس کاندھلوی کی "تحفہ القاری" محل مشکلات البخاری (غیر مطبوعہ) بلند پایہ شروح ہیں۔ اردو شروح و تراجم میں مولینا انور شاہ کشمیری کی "انوار الباری" اور علامہ شبیر احمد عثمانی کی "فضل الباری" بہت مقبول ہوئی۔

اردو تراجم میں مولینا وحید الدین خان، مولینا وحید الزمان اور مولینا عبدالدائم جلالی کے اردو تراجم مقام اہم رکھتے ہیں۔

7- کتب برائے مطالعہ

1- سید صدیق حسن قنوجی: "الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ"
(صفحات 191, 203, 212, 228 اور 275, 285)

2- محمد عبدہ الفلاح "صحاح ستہ اور ان کے مولفین"
(ص 1 تا 38)

3- مولانا شبیر احمد عثمانی، "فضل الباری اردو شرح صحیح بخاری"
جلد اول ص 49 تا 79

خود آزمائی

1- امام بخاریؒ کب پیدا ہوئے، کون کون سی جگہوں پر قیام پذیر رہے اور کہاں وفات پائی؟

2- امامؒ نے علم حدیث میں جن اساتذہ سے استفادہ کیا ان کا مختصر تعارف کرائیے۔

3- آپ نے "الجامع الصحیح" کی تصنیف کا آغاز کیوں کیا۔
4- امام بخاریؒ کی کتاب کا پورا نام کیا ہے؟
5- امامہ بخاری کی کتاب میں کل کتنی احادیث ہیں۔
6- بخاری کتاب "الجامع الصحیح" کی کتابوں اور ابواب کی تعداد بتائیں۔
7- بخاری نے یہ کتاب کتنے عرصہ میں مرتب کی؟
8- اس کتاب کی تالیف کے عرصہ میں امامہؒ کہاں مقیم رہے؟
9- تراجم ابواب سے کیا مراد ہے؟
10- بخاری کی قدیم ترین شرح اور اس کے مؤلف کا نام تحریر کریں۔
11- صحیح بخاری کی دو مشہور اردو شروح کا تعارف کروائیں۔
12- صحیح بخاری کے دو اردو تراجم کا ذکر کریں۔

یونٹ نمبر 8

متن (2)

الجامع الصحیح للبخاری

(باب کیف کان بدء الوحی الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

فہرست عنوانات

۱- تعارف

گذشتہ یونٹ میں آپ نے امام بخاریؒ اور ان کی کتاب "الجامع الصحیح" کا تعارف پڑھا' اس سے یقیناً" آپ کو امام بخاری کے مقام حدیث اور صحیح بخاری کی حجیت اور صحت و ثقاہت کا علم ہو گیا ہو گا۔ اس یونٹ میں اس کتاب کے اصل متن کا آغاز ہوتا ہے' متن سے متعلق اس یونٹ میں آپ صحیح بخاری کے پہلے باب "باب کیف کان بدء الوحی الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" میں منقول احادیث کا خلاصہ پڑھیں گے۔

امام بخاری کی کتاب "الجامع الصحیح" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کا مجموعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل اور تقریر کی بنیاد و اساس بنیادی طور پر وحی الٰہی ہوتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى"

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی گفتگو اپنی خواہش سے نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ کی وحی ہوتی ہے۔

گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام فرامین' آپ کا ہر نطق و گویائی' آپؐ کا ہر عمل و سکون' حتیٰ کہ آپؐ کے خواب' سب کا تعلق وحی سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان فرامین کو پڑھنے سے پہلے ہمیں اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ وحی کسے کہتے ہیں' وحی کے لغوی اور اصطلاحی معانی کیا ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کی کیا کیا صورتیں اور کیفیات ہوتی تھیں۔ اس سے ہمیں وحی کی عظمت' اس کے ثقل اور اس کی ہیبت کا بھی اندازہ ہو گا نیز یہ بھی اندازہ ہو گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر وحی نازل ہوتی تو اس کے لئے کئی تدابیر کی جاتی تھیں۔ پھر یہ وحی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کیفیات ہوتیں۔

ظاہر ہے کہ وحی' اللہ کی تجلیات کی حامل ہوتی ہے اور اللہ کی تجلی تو طور جیسے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ احساس بھی دامن گیر تھا کہ ایک بڑی بھاری ذمہ داری آپ کے کندھوں پر عائد ہو گئی ہے۔ اللہ کا پیغام امت تک پہنچانا' اس کی تبلیغ کرنا' اپنی ذاتی زندگی

میں اس کا عملی نمونہ پیش کرنا اور ایک ایسی جماعت تیار کرنا جو آئندہ نسلوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور پیروی کا بہترین نمونہ ہو۔

وحی کی عظمت کے بیان کو جاننے کے لئے آپ نزول وحی کے بارے میں احادیث کے مضامین کا خلاصہ پڑھیں گے۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہونا چاہئے کہ آپ :

1- کتب حدیث کی تالیف کے مختلف اسالیب کو بیان کر سکیں۔
2- اس باب میں امام بخاریؒ کی نقل کردہ احادیث کی صحیح تعداد کو جان سکیں۔
3- باب میں منقول احادیث کے بنیادی مضامین پر ایک مقالہ سپرد قلم کر سکیں۔
4- وحی کے لفظی اور اصطلاحی معانی پر بحث کر سکیں۔
5- وحی کی علامات کے بارے میں نوٹ لکھ سکیں۔
6- یہ جان لیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے کیا اثرات ہوتے تھے۔
7- حفاظت وحی کے لئے کئے جانے والے اہتمام کو تفصیل سے بیان کر سکیں۔
8- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کی اشاعت کے لئے جو اہتمام کیا اس کو سپرد قلم کر سکیں۔

3- اسالیب کتب حدیث

تالیف حدیث میں بنیادی طور پر تین اسالیب پائے جاتے ہیں۔

(i) موضوعاتی اعتبار سے جمع حدیث۔
(ii) صحابی راوی کے ناموں کی ترتیب سے جمع حدیث۔
(iii) حدیث کی اقسام + یا ان کے الفاظ کے اعتبار سے جمع حدیث۔

موضوعاتی اعتبار سے جمع حدیث میں مختلف موضوعات پر احادیث کو یکجا کیا جاتا ہے۔

3.1 موضوعاتی کتب کے اسالیب

محدثین کے ہاں موضوعاتی ترتیب کے تین طریقے رائج ہیں جو درج ذیل ہیں :

(i) الجوامع : جامع ہر وہ کتاب ہے جو عقائد' عبادات' معاملات' سیرت' مناقب' رقاق' فتن اور احوال قیامت کے موضوعات پر مشتمل احادیث کا مجموعہ ہو۔

(ii) سنن : حدیث کی وہ کتب جو فقہی ابواب و مسائل کے بارے میں مرتب کی جائیں۔

(iii) اجزاء : جو کسی خاص مسئلہ پر احادیث کا مجموعہ ہو۔

سنن میں عام طور پر محدثین ابواب الطہارۃ سے کتاب کا آغاز کرتے ہیں جبکہ جوامع زیادہ تر ایمان کی بحث سے شروع ہوتی ہیں۔

بدء الوحی سے کتاب کا آغاز' امام بخاریؒ کی منفرد خصوصیت ہے۔ کسی اور محدث نے اپنی کتاب کا آغاز بدء الوحی کی بحث سے نہیں کیا۔

4- بدء الوحی سے آغاز کی وجوہ

اس عنوان سے آغاز کتاب کی متعدد وجوہ ہیں جن کی ذیل میں مختصراً" وضاحت دی جا رہی ہے:

1- حدیث کا اصل اور بنیادی سرچشمہ وحی الٰہی ہے' اس پہلو سے کہ حدیث کو وحی غیرمتلو کہا جاتا ہے اور اس پہلو سے بھی کہ احادیث تمام تر وحی متلو کی تشریح' توضیح اور عملی تصویر ہیں لہٰذا احادیث کے اس مجموعہ کا آغاز وحی کے بیان سے ہوا۔

2- حدیث کے علم سے اصل مقصود نظریاتی' عملی اور اخلاقی اصلاح ہے۔ یہ اصلاح وحی الٰہی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

3- اس کتاب میں جمع شدہ احادیث پڑھنے ان کا علم حاصل کرنے سے انسان کی عملی اور اخلاقی اصلاح ہو گی اور ساتھ ہی وہ حدیث کی عظمت و معرفت حاصل کر لے گا۔ حدیث کی عظمت اور اس کی قدر و منزلت صحیح طور پر اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے کہ جب قاری وحی کی عظمت سے واقف ہو' چنانچہ کتاب کی ابتداء بدء الوحی سے کی گئی۔

4- یہ باب دراصل پوری کتاب کا مقدمہ ہے' پوری کتاب عقائد' عبادات معاملات' سیرت مناقب' فتن اور احوال قیامت سے متعلق احادیث پر مشتمل ہے۔ کتاب کے آغاز سے قبل بطور دیباچہ یا مقدمہ' قاری کو وحی کی عظمت سے متعارف کرانا بھی ضروری ہے تاکہ وہ ان بحثوں کی اہمیت سے آگاہ ہو جائے۔

5- باب کے مضامین

بدء الوحی سے آغاز کی وجوہ سمجھنے کے بعد یہ جاننا ضروری ہے کہ امام بخاری کا اس باب سے اور اس باب میں منقول احادیث سے مقصد کیا ہے۔ اس فن میں محدثین کی کتب اور شارحین کی شروح و تعلیقات میں بہت تفصیلات ملتی ہیں۔
مختصراً" اتنا ہی مان لینا کافی ہے کہ اس باب کا مقصد' وحی کی عظمت اور قدر و منزلت کو اجاگر کرنا ہے' اس طرح باب میں منقول تمام احادیث کی باب کے ساتھ زیادہ مناسبت ہو جاتی ہے۔
امام بخاری نے اس باب کے پانچ ذیلی ابواب بنائے ہیں اور اس میں کل سات احادیث نقل کی گئی ہیں۔ ان احادیث میں بنیادی طور پر جو مضامین بیان ہوئے' ان کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے :

5.1 باب کا آغاز

امام بخاریؒ نے باب کا آغاز جس حدیث سے کیا ہے اس میں نبی کریمؐ نے نیت کے اخلاص پر زور دیا ہے۔ اس سے یہ بات سمجھائی گئی کہ حدیث کا موضوع اخلاص نیت ہے اور نبوت کا مبداء بھی اخلاص ہے۔ کھوٹی نیت رکھنے والے کسی شخص کو کبھی نبوت نہیں دی گئی۔ نبوت اور وحی الٰہی کے تحمل کے لئے اخلاص نیت بنیادی اور اولین شرط ہے۔

5.2 کیفیات نزول وحی کا بیان

اس باب میں منقول احادیث میں نزول وحی کی کچھ کیفیات کا بیان ہے۔ نزول وحی کی ان کیفیات کا مطالعہ کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم وحی کے لفظی اور اصطلاحی معانی معلوم کر لیں۔

5.3 وحی کے لفظی معانی

لغوی اور لفظی اعتبار سے وحی "اشارے" کو کہتے ہیں۔ امام راغب اصفہانی وحی کے لغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الوحی:الاشارۃ السریعۃ فی خفیۃ"
یعنی وحی ایک خفیہ اور تیز رفتار اشارہ ہوتا ہے۔

وحی کو اشارہ کہہ کر یہ بات سمجھا دی گئی کہ اشارہ بذات خود مختصر اور تیز رفتار ہوتا ہے لیکن اس اشارے کی کچھ تفصیلات ہوتی ہیں۔

رمز شناس ہی اس تفصیل کو سمجھتے ہیں اور پھر اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

تاریخی روایات میں یہ بات آتی ہے کہ ایک مرتبہ شیر شاہ سوری نے دربار میں اچانک زمین پر لکیر کھینچی، دربار میں موجود لوگ حیران تھے کہ یہ بادشاہ نے کیا بچگانہ حرکت کی ہے مگر مزاج شناس اور اشارہ سمجھنے والے وزیر نے اس کا مطلب سمجھ لیا اور عرض کیا کہ ایسا ہی ہو گا۔ اس نے ہدایت کے مطابق ایک بڑی سڑک پوری سلطنت میں بنوا دی اس طرح انبیاء علیہم السلام، ربانی اشارے کی تفصیل کو سمجھتے ہیں اور پھر اسے اپنے قول و عمل سے امت پر واضح کر دیتے ہیں۔

"السریعۃ" سے بھی یہ بات سمجھا دی گئی کہ یہ اشارہ بہت تیز رفتار ہوتا تھا اور فرشتہ کے نزول وحی اور نبی کے قبول و تحمل وحی میں کوئی وقت صرف نہ ہوتا تھا۔ "فی خفیۃ" سے وحی کی حفاظت، اسے بالکل مامون اور شیطانی حملوں سے بچ کر نبی تک پہنچنے کی طرف اشارہ ہے۔

وحی کے ان معانی اور ان کی تفصیلات پر جو امام راغبؒ نے بیان کیں، غور کرنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ وحی، عربی زبان کا ایسا لفظ ہے کہ کسی دوسری زبان میں اس کا مترادف لفظ نہیں ملتا۔

5.4 وحی کے اصطلاحی معنی

وحی کے اصطلاحی معانی بیان کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں:

"وحی" اصطلاح الشریعۃ ھو کلام اللہ المنزل علی النبیؐ من انبیائہ (اصطلاح شریعت میں وحی کے معانی اللہ کے اس کلام کے ہیں جو انبیاء علیہم السلام میں سے کسی پر نازل ہوا)

6- وحی کے نزول کی مختلف صورتیں

زیر بحث باب کی حدیث نمبر 2 میں وحی کے نزول کی کیفیات کا ذکر ہے۔ یہ حدیث ام المومنین حضرت عائشہؓ سے عروہ نے نقل کی ہے کہ حارث بن ہشام نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کے نزول کی صورتیں دریافت کیں تو آپؐ نے حسب ذیل صورتیں ارشاد فرمائیں:

(الف) کبھی کبھی وحی گھنٹی کی گونج کی طرح آتی ہے اور یہ صورت دوسری صورتوں کی نسبت زیادہ شدید ہوتی ہے۔ وحی کی اس صورت میں چونکہ قوت باصرہ اور قوت سامعہ کو دخل نہیں ہوتا' اس لئے یہ صورت زیادہ شدید ہوتی ہے۔ جب یہ کیفیت نبی کریمؐ سے جدا ہوتی تو الفاظ وحی آپ کے قلب میں محفوظ ہو جاتے تھے۔

(ب) وحی کے نزول کی دوسری شکل آپؐ نے یہ بیان فرمائی کہ بعض اوقات فرشتہ انسانی شکل میں مجھ سے گفتگو کرتا ہے تو میں اس کے کلمات کو محفوظ کر لیتا ہوں۔ وحی کی یہ صورت آپؐ پر زیادہ شدید نہ ہوتی تھی کیونکہ اس صورت میں فرشتہ عالم ملکوتی سے نکل کر عالم بشریت میں آتا تھا۔

7- علامات وحی

بدء الوحی کے باب کی حدیث نمبر 3 میں ان علامتوں اور نشانیوں کا ذکر ہے کہ جو وحی کے نزول سے پہلے نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ظاہر ہونا شروع ہوئیں۔ یہ حدیث بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے عروۃ نقل کر رہے ہیں اور اس حدیث میں وحی کی حسب ذیل علامات ذکر کی گئی ہیں۔

7.1 رویائے صالحہ

سب سے پہلی علامت یہ ظاہر ہوئی کہ آپؐ کو مبارک اور سچے خواب نظر آنے لگے چنانچہ آپؐ جو بھی خواب میں دیکھتے وہ صبح صادق کی طرح سامنے آجاتا۔ صبح صادق کے وقت جو چیز نظر آتی ہے وہ بالکل نمایاں اور واضح ہوتی ہے اور اس میں کوئی اشتباہ نہیں ہوتا۔ صبح صادق کی روشنی پھیل جانے کے بعد یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اب آفتاب طلوع ہو گا اور نئے دن کا آغاز ہو گا۔ اسی طرح یہ

رویاء صالحہ آفتاب نبوت کی تمہید تھے کہ اب آفتاب رسالت طلوع ہونے کو ہے۔ جہالت اور کفرو شرک کی تاریکی اب ختم ہو گی اور دنیا کے لئے ایک نئے اور روشن دور کا آغاز ہو گا۔ نبوت سے پہلے یہ رویائے صالحہ چھ ماہ تک آپ کو نظر آتے رہے۔

7.2 خلوت گزینی

دوسری علامت اور نشانی یہ بتائی کہ پھر اچانک آپؐ کو خلوت گزینی محبوب معلوم ہونے لگی۔ آپؐ غار حرا میں جا کر خلوت گزین ہو جاتے۔ یہاں خلوت گزین کے پسندیدہ ہونے کے لئے "حبب" لفظ مجہول استعمال کیا گیا یعنی اس خلوت کے محبوب ہو جانے کا بظاہر کوئی سبب نہیں تھا۔

8- اولین وحی کا نزول

اس باب کی اسی حدیث یعنی حدیث نمبر 3 میں پہلی وحی کے نزول کا واقعہ بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا کہ کس طرح غار حرا میں فرشتہ آپ کے سامنے نمودار ہوا اور اس نے آپؐ کو پڑھنے کا حکم دیا اور جب آپؐ نے اس کے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں تو اس نے تین مرتبہ اٹھا کر دبایا اور پھر آپؐ نے پڑھا۔

8.1 نزول وحی کے مابعد اثرات:

آگے اسی حدیث میں بیان ہے کہ آپؐ پر پہلی وحی کے نزول کے کیا اثرات مرتب ہوئے اور پھر کس طرح آپؐ حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور انہیں ہدایت کی کہ مجھے چادر اڑھاؤ اس کے بعد حضرت خدیجہؓ آپؐ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئیں۔

8.2 زمانہ فترۃ وحی:

پہلی وحی کے نزول کے بعد کچھ عرصہ کے لئے وحی کے نزول کا سلسلہ منقطع رہا۔ اس عرصہ کو فترۃ وحی کا زمانہ کہتے ہیں۔ فترۃ وحی کے بعد آپؐ پر دوسری وحی یاایھاالمدثر نازل ہوئی۔

9- وحی کے سماع کی ہدایت

اس باب کی حدیث نمبر 4 میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ وحی کے زمانہ آغاز کی ایک خاص کیفیت اور پھر اس پر نازل ہونے والی ہدایت ربانی کو بیان کر رہے ہیں کہ آپؐ پر جب وحی نازل ہوئی تو آپؐ اس وحی کو یاد کرنے کے لئے ہونٹ ہلاتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت فرمائی کہ آپؐ اپنے ہونٹوں کو حرکت نہ دیں۔ یہ ہمارا کام ہے کہ اس وحی کو آپؐ کے قلب میں محفوظ کریں اور پھر آپؐ سے اس کی تلاوت کرائیں لہٰذا آپؐ خاموشی سے فرشتہ کی تلاوت کو سنیں۔

9.1 وحی کے اثرات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت و مزاج پر وحی جو اثرات مرتب ہوئے انہیں حدیث نمبر 5 میں بیان کیا گیا ہے یہ روایت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے جس میں آپؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں تو لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے لیکن رمضان المبارک میں آپؐ کی سخاوت کی شان ہی کچھ اور ہوتی تھی۔

10- تحفیظ وحی کا اہتمام

اس باب کی حدیث نمبر 5 میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کو یاد رکھنے کا کیا اہتمام کرتے تھے۔ عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ رمضان المبارک میں ہر رات جبریلؑ آتے اور آپؐ ان کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے تھے۔

10.1 وحی کی اشاعت:

اس باب کی آخری حدیث میں اس واقعہ کو نقل کیا گیا ہے جب نبی کریمؐ نے قیصر روم ہرقل کے نام نامہ مبارک بھیجا تھا۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ وحی کی اشاعت کس طرح ہوئی اور کیسے وحی الٰہی دنیا کے کونوں تک پھیل گئی۔ اس حدیث میں دین اسلام کی بنیادی تعلیمات و خصوصیات کو بھی بیان کر دیا گیا۔ اس طرح ان تعلیمات پر یہ بات مکمل ہوتی ہے اب آپ اس باب اور اس میں منقول احادیث کے معانی و توضیحات کے لئے متعینہ کتب کا مطالعہ کریں۔

11- کتب برائے مطالعہ

11.1 لازمی مطالعہ کی کتب

1- علامہ شبیر احمد عثمانی، ''فضل الباری'' (ج 1: ص 123 تا 159، 165 تا 177)

2- مولانا محمد انور کشمیری، ''فیض الباری علی صحیح البخاری'' (ج 1: ص 4 تا 31، 36 تا 43)

3- عینی، ابو محمد محمود بدر الدین، ''عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری'' (ج 1: ص 17 تا 27، 39 تا 43، 47 تا 60)

11.2 اختیاری مطالعہ کی کتب

1- مولانا سید محمود احمد رضوی، ''فیوض الباری شرح صحیح البخاری''

2- ابن حجر عسقلانی، ''فتح الباری شرح صحیح البخاری''

خود آزمائی

1- کتب حدیث کی تالیف کے کتنے اسالیب ہیں؟

2- صحابی راوی کے ناموں سے جو کتب حدیث مرتب ہوتی ہیں، انہیں کیا کہا جاتا ہے؟

3- حدیث کے الفاظ کی ترتیب پر جو کتب ترتیب دی جاتی ہیں، ان کا کیا نام ہے؟

4- موضوعاتی اعتبار سے مرتب کتب کی کل کتنی قسمیں ہیں؟

5- ''الجوامع'' سے کیا مراد ہے؟

6- امام بخاری کی کتاب کونسی قسم کے ذیل میں آتی ہے۔

7- بدء الوحی کا مطلب کیا ہے؟

8- امام بخاریؒ نے بدء الوحی کے باب سے کتاب کا آغاز کیوں کیا؟

9- بدء الوحی کے باب سے امام بخاریؒ کا مقصد کیا ہے؟

10- اس باب میں کل کتنی حدیثیں منقول ہیں؟

11- حدیث انما الاعمال بالنیات کی بدء الوحی سے کیا مناسبت ہے؟

12- حضرت عائشہؓ کی نقل کردہ حدیث میں نزول وحی کی کتنی صورتیں ذکر کی گئی ہیں؟

13- نزول وحی کو " صلصلۃ الجرس" گھنٹی کی آواز سے کیوں تشبیہ دی گئی ہے۔

14- وحی کے لغوی معانی کیا ہیں؟

15- وحی کا اصطلاحی مفہوم بیان کریں۔

16- آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن صورتوں میں وحی اترتی تھی' ان میں سے کس صورت کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شکل مجھ پر زیادہ سخت ہوتی ہے۔

17- حضرت جبرئیلؑ عام طور پر کس صحابیؓ کی صورت میں آتے تھے؟

18- رویائے صالحہ سے کیا مراد ہے؟

19- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی سے قبل کس مقام پر خلوت گزین ہوتے تھے؟

20- پہلی وحی کے نزول کے بعد حضرت خدیجہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس کے پاس لے گئی تھیں؟

21- زمانہ فترۃ وحی سے کیا مراد ہے؟

22- وحی کو غور سے سننے کے بارے میں قرآن کریم میں کیا ہدایت نازل ہوئی ہے؟

23- ہرقل کے نام خط والی حدیث کی بدء الوحی سے مناسبت بیان کریں۔

یونٹ نمبر 9

متن (3)

الجامع الصحیح للبخاری

(کتاب الایمان)

فہرست عنوانات

۱- تعارف

گذشتہ یونٹ میں آپ نے وحی کے لغوی اور اصطلاحی معنی' وحی کے نزول کی مختلف صورتوں کے متعلق احادیث کا مطالعہ کیا۔ وحی کی عظمت' اس کے معانی و مفہوم کو جاننے کے بعد یہ سمجھنا ضروری ہے کہ وحی کے نزول' انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور خصوصاً" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد کیا ہیں۔ قرآن کریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے حسب ذیل مقاصد بیان فرمائے ہیں:

(i) تلاوت آیات اللہ

(ii) تعلیم کتاب و حکمت

(iii) تزکیہ نفوس

ان تین مقاصد میں سے اول الذکر مقصد خالصتاً" علمی نوعیت کا ہے جبکہ باقی دونوں مقاصد علمی کے ساتھ ساتھ نظریاتی' فکری اور عملی و اخلاقی نوعیت کے ہیں۔

تعلیم کتاب و حکمت مقصد ہو یا تزکیہ نفوس' دونوں کے معانی یہ ہیں کہ امت کی نظریاتی' فکری' عملی اور اخلاقی اصلاح کی جائے۔ ان مقاصد پر مزید غور کیا جائے تو محسوس ہو گا کہ نظریاتی اور فکری اصلاح کے بغیر اول تو عملی و اخلاقی اصلاح ممکن ہی نہیں اور اگر کسی طرح حاصل ہو جائے تو وہ اصلاح عارضی اور ناپائیدار ثابت ہو گی۔ اخلاق و عمل میں مستقل اور پائیدار اصلاح کے لئے نظریاتی اور فکری اصلاح کی بنیاد ضروری اور لازمی ہے۔ اسی نظریاتی اور فکری اصلاح کا نام "ایمان" ہے۔

"کتاب الایمان" میں منقول احادیث کا خلاصہ پڑھیں گے۔ اس کے مطالعہ سے آپ کو ایمان کے لغوی معانی و مفہوم سے واقفیت حاصل ہو گی اور ایمان کی عظمت و اہمیت کا اندازہ ہو گا۔ اس کے علاوہ بھی یہ پتہ چلے گا کہ ایمان کے تقاضے کیا ہیں اور ایک مومن کی زندگی' اس کی سیرت اور اس کے کردار پر ایمان کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اس کے بعد ہم یہ جانچنے کے قابل ہو جائیں گے کہ ایمان کے جس مرتبہ پر ہم فائز ہیں وہ کس درجے کا ایمان ہے اور یہ کہ کیا ہم ایمان کے تقاضوں کو کماحقہ پورا کر رہے ہیں؟

بخاری کی "کتاب الایمان" اور اس میں منقول احادیث کی روشنی میں ہمیں اپنی فکری اور

نظریاتی تربیت کا موقع ملے گا اور یہ بھی معلوم ہو گا کہ ہم اپنے ایمان کو کیسے مضبوط کر سکتے ہیں۔
آیئے بخاری کی مختلف شروح کی روشنی میں کتاب الایمان کا مطالعہ کرتے ہیں۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہو جانا چاہئے کہ آپ:

1- ایمان کے لفظی اور اصلاحی معانی کی وضاحت کر سکیں اور فقہاء اور محدثین کے نزدیک ایمان کی تعریفوں میں فرق بیان کر سکیں۔
2- "کتاب الایمان" میں دی گئی احادیث سے امام بخاریؒ کی غایت پر ایک مضمون سپرد قلم کر سکیں۔
3- امور ایمان کیا ہیں امور ایمان' ایمان کی تکمیل و ترقی کے بارے میں گفتگو کر سکیں۔
4- ایمان کی تکمیل میں حقوق العباد اور حقوق اللہ کے مقام کے بارے میں وضاحت کر سکیں۔

3- کتاب الایمان

جیساکہ آپ پڑھ چکے ہیں "باب بدء الوحی" امام بخاریؒ کی کتاب کے ایک مقدمہ یا دیباچہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اصل کتاب کا آغاز "کتاب الایمان" سے ہوتا ہے۔ انسانی زندگی' اس کے اعمال و اخلاق کا دارومدار ایمان پر ہے' ایمان کے بغیر کوئی عبادت معتبر ہے نہ کوئی اخلاقی روایت۔ ایمان کے بغیر نہ تو حسن عبادت کا تصور ہو سکتا ہے نہ حسن معاشرت اور معاملات کی درستگی ممکن ہے اور نہ ہی انفرادی زندگی کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے اعمال و اخلاق کی بحثوں سے پہلے ایمان اور علم کی بحث کی گئی ہے۔

3.1 ایمان کے لغوی معانی

ایمان' امن سے ماخوذ ہے' امن خوف کی ضد اور اس کا الٹ ہے' گویا امن سے مراد زوال خوف ہے۔

3.2 ایمان کے اصطلاحی معانی

ایمان کے اصطلاحی معانی کی وضاحت یا یہ کہ ایمان کی تعریف مختلف طبقات نے مختلف انداز میں کی ہے۔ ایمان کی ایک تعریف یہ ہے:

"هُوالتَّصدیقُ بما علم مجیئی الرسول بِه ضَرورة إجمالاً" فِیمَا علم اجمالاً" و تفصیلاً" فیما علم تفصیلاً""

(جن چیزوں کے بارے میں واضح طور پر علم ہو جائے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں تو اجمالی چیزوں کو اجمالاً" اور تفصیلی چیزوں کو تفصیل کے ساتھ تصدیق کرنے کو ایمان کہتے ہی)۔

تصدیق کے معانی سچا قرار دینے اور سچا ماننے کے ہیں۔ صرف سچا جاننا یا محض سچائی کا علم ایمان کے لئے کافی نہیں بلکہ قرآن کریم کی تعبیرات پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ یقین، معرفت، علم اور اقرار لسانی کے باوجود اصطلاحی اور شرعی طور پر ایمان حاصل نہیں ہوتا، جیسے

لَیَکْتُمُوْنَ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ

(اگرچہ علم حاصل ہے لیکن یہ کافر ہیں) (اور یَعْرَفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ هُمْ) یہاں معرفت کے باوجود ایمان کی نفی ہے۔ اسی طرح ایک موقع پر ارشاد فرمایا گیا:

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ یعنی ان کو یقین حاصل تھا لیکن یہ پھر بھی کافر ہیں۔

معلوم ہوا کہ صرف علم، یقین، معرفت اور اقرار لسانی کے باوجود ایمان حاصل نہیں ہوتا جب تک اس حقیقت کو، جس کا علم حاصل ہوا ہے، جس کی معرفت حاصل ہوئی، جس کے متعلق یقین ہو گیا ہے اور جس کی صحت کا اقرار بھی کر لیا گیا ہے، اس حقیقت کو دل سے تسلیم نہ کیا جائے۔

3.3 فقہاء کے نزدیک ایمان کی تعریف:

فقہاء نے تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کو ایمان قرار دیا ہے۔

3.4 محدثین کے نزدیک ایمان کی تعریف

محدثین کے نزدیک ایمان کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے

"الایمانُ قَولٌ وَعَمَلٌ یَزِیدُ بالطَّاعَةِ وَیَنْقُصُ بِالمَعصیته"

ایمان قول و عمل کا نام ہے جو اطاعت سے بڑھتا اور گناہ سے گھٹتا ہے)۔

لفظ ایمان کے بعد اگر "ب" آئے تو اس کے معانی تصدیق کے ہوتے ہیں) جیسے (آمِنُوا بِاللّٰہِ وَ بِرَسُوْلِہٖ) (اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کرو)

اگر اس کے بعد "ل" ہو تو اس کے معانی اطاعت اور فرمانبرداری کے ہیں جیسے (اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا) (کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں کی اطاعت قبول کر لیں) اور اگر اس کے بعد علیٰ ہو تو اس کے معنی اعتماد کے ہوتے ہیں جیسے حدیث میں ہے (مَا آمَنَ عَلَیْہِ الْبَشَر) اصطلاحی اور شرعی ایمان میں ان تینوں چیزوں کا وجود ضروری ہے۔ یعنی تصدیق' اطاعت اور اعتماد۔

امام بخاریؒ نے محدثین کی تعریف کو ترجیح دی ہے' "کتاب الایمان" کے ابواب کی ترتیب اور ان میں منقول احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری اس موقف کو ترجیح دیتے کہ ایمان قول و عمل کا نام ہے اور اطاعت سے اس میں اضافہ اور گناہ سے اس میں کمی آجاتی ہے۔

ایمان کے لغوی اور اصطلاحی معانی کے بعد اب ہم بخاری کی کتاب الایمان' اس کے ابواب' ابواب کے الفاظ اور ان کی ترتیب اور منقولہ احادیث کا جائزہ لیتے ہیں۔

3.5 کتاب الایمان ایک نظر میں

بخاری کی کتاب الایمان میں کل 41 باب ہیں۔ اس میں 50 احادیث منقول ہیں اور کتاب الایمان کا ایک ذیلی باب ہے۔

4- مقصد احادیث

4.1 ایمان اور اسلام کا فرق

امام بخاریؒ ان ابواب میں یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام جو عمل کا نام ہے اور ایمان جو نظریئے کا نام ہے' دونوں باہم مترادف ہیں۔ اسی ضمن میں کتاب الایمان کے پہلے باب کی عبارت ہے جس میں امام بخاریؒ نے گیارہ آیات قرآنیہ' دو احادیث مرفوعہ کے ٹکڑے اور سات اقوال صحابہؓ و تابعین نقل کیے ہیں۔ ان تمام آیات' احادیث اور اقوال سے یہی بات مترشح ہو رہی ہے کہ ایمان میں اضافہ اور کمی ہوتی ہے۔ پھر اس باب میں وہ حدیث نقل کی ہے جسے عبداللہ بن عمرؓ نے نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

1- توحید و رسالت کا اقرار، 2- اقامت صلوۃ 3- اشیاء زکوۃ 4- صوم رمضان 5- حج بیت اللہ

4.2 امور ایمان:

دوسرا باب، "باب امور الایمان" ہے اس میں امام بخاریؒ نے سورۃ البقرہ کی ایک طویل آیت اور سورۃ مومنون کی آیت کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔

سورۃ البقرہ کی آیت سے یہ اخذ کیا گیا ہے کہ اعمال ایمان کا حصہ ہیں جبکہ سورۃ المومنون کی آیت مبارکہ کی مدد سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔ اس باب میں ابوحریرہؓ نے نبی کریم ﷺ سے وہ حدیث نقل کی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ ایمان کے ستر اور کچھ مزید شعبے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے ایمان کو ایک درخت سے تشبیہہ دی ہے جبکہ گذشتہ حدیث میں خیمے سے تشبیہہ دی گئی تھی۔ گویا نبی کریم ﷺ اس فرمان میں یہ واضح کیا ہے کہ اعمال کا تعلق ایمان سے ایسا ہی ہے جیساکہ شاخوں کا درخت کی جڑ اور تنے سے ہوتا ہے۔

4.3 تکمیل ایمان

باب 4 تا 7 کے عنوانات اور ان کی احادیث سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ ایمان کی تکمیل اور اس کی ترقی صرف عبادات یا حقوق الہی کی ادائیگی ہی سے وابستہ نہیں بلکہ اس میں بندوں کے حقوق بھی ہیں۔ بندوں کے حقوق میں سب سے پہلا حق تو یہ ہے کہ انسان اپنے قول و عمل سے کسی دوسرے کی تکلیف کا باعث نہ بنے اور اس کا قول و عمل دوسروں کے امن و سلامتی کا پیغام ہو۔

اسی طرح باب نمبر 5 میں نقل کی گئی حدیث میں اس اسلام کو افضل قرار دیا گیا ہے جس میں ایک مسلمان کے ہاتھ اور اس کی زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ و مامون رہیں۔

باب نمبر 6 میں دوسروں کو کھانا کھلانے اور ہر ایک کو سلام کرنے کو بہترین اسلام قرار دیا گیا۔

باب نمبر 7 بھی اسی کی کڑی ہے جس میں انسؓ بن مالک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کر

رہے ہیں جس میں آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ایمان تب مکمل ہو گا جب مسلمان دوسرے کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

باب 8 تا 10 میں منقول احادیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو ایمان کی علامت و حلاوت قرار دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں باب نمبر8 میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو جزو ایمان قرار دیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا کہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مسلمان کو دنیا کی ہر چیز سے محبوب نہ ہوں گے اس کا ایمان مکمل نہ ہو گا کیونکہ کسی انسان کو دوسرے انسان سے طبعی اور غیراختیاری محبت ہوتی ہے ایک محبت اولاد کو والدین سے اور والدین کو اولاد سے محبت ہوتی ہے۔ کبھی وجہ محبت کسی کا احسان اور اس کی نیکی ہوتی ہے' کبھی محبت کسی کے حسن و جمال کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی کسی کمال کی وجہ سے کوئی کسی کا محبوب بنتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات کے معاملے میں ہر اعتبار سے آپؐ کے ساتھ محبت ہونا ایک لازمی امر ہے اور یہ محبت ایسی ہونی چاہئے کہ ہزاروں طبعی اور غیراختیاری محبتیں اس پر قربان ہو جائیں۔ اسی طرح باب نمبر9 میں اللہ' اس کے رسولؐ اور دین اسلام سے محبت کو حلاوت ایمان کا پیش خیمہ قرار دیا گیا۔ باب نمبر10 میں انصار کی محبت کو علامت ایمان قرار دیا گیا۔

باب نمبر10 تک ان امور کا ذکر تھا جن کا وجود ایمان کے لئے ضروری ہے جبکہ باب نمبر11 اور 12 میں ان چیزوں کا ذکر جن سے بچنا ایمان کے لئے ضروری اور لازمی ہے چنانچہ باب نمبر11 (جس کا کوئی عنوان نہیں) میں دی گئی حدیث میں شرک' چوری' زنا' قتل اولاد' الزام تراشی اور نیکی کے کاموں میں نافرمانی کو ایمان کے منافی قرار دیا گیا جبکہ باب نمبر12 کی حدیث میں یہ بات سمجھائی گئی کہ اگر کسی علاقے میں دین پر عمل میں بہت مشکلات درپیش ہوں تو اس جگہ کو چھوڑ دینا ایمان کا ایک حصہ ہے۔

4.4 ایمان کی بنیاد سہولت اور آسانی:

باب نمبر13 میں منقول حدیث میں یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو اتنی ہی بات کا حکم دیتے تھے، جس قدر وہ آسانی سے کر سکتے تھے۔

باب نمبر14 میں ایمان سے تعلق کے تقاضا کے تحت وہی حدیث نقل کی گئی ہے جو باب حلاوۃ الایمان میں نقل کی جا چکی ہے۔ باب نمبر15 میں اہل ایمان کی ایک اور فضیلت اور برتری کو بیان کیا گیا۔ باب نمبر17 میں حیاء کو شعبہ ایمان قرار دیا گیا اور باب نمبر17 کا عنوان سورۃ التوبہ کی ایک آیت مبارکہ کو قرار دیا گیا۔

باب نمبر18 تا 23 میں امام بخاریؒ ابواب ایمان کے حوالے سے اپنے موقف کی وضاحت کر رہے ہیں۔ ایک جانب تو وہ ایمان کی تعریف کے ضمن میں محدثین کے موقف کو ترجیح دے رہے ہیں اور دوسری جانب ایمان کے سلسلہ میں فرقہ مرجیہ اور کرامیہ کی تردید کر رہے ہیں۔ مرجیئہ کے نزدیک مومن کو گناہ کرنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ جس طرح نیکیوں کا کافر کو کوئی فائدہ نہیں اسی طرح گناہ سے مومن کو کوئی نقصان نہیں، یہ استدلال ایسا ہی ہے جیسا کوئی یہ کہے کہ جس طرح مردہ کے لئے غذا مفید نہیں اسی طرح زندہ کو روٹی بند کرنے سے کوئی نقصان نہ ہو گا۔ کرامیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ محض اقرار لسانی ایمان کے لئے کافی ہے، نہ دل سے ماننا ضروری ہے اور نہ اس کے لئے عمل کی ضرورت ہے۔ امام بخاریؒ ان ابواب میں مرجیئہ اور کرامیہ کے ان عقائد کی تردید کر رہے ہیں اور یہ واضح کر رہے ہیں کہ مختلف اعمال نہ صرف یہ کہ ایمان کے لئے ضروری ہیں بلکہ ایمان میں ترقی اور اضافہ کا بھی باعث ہیں۔

4.5 علامات نفاق:

باب نمبر24 میں علامات منافق کا ذکر ہے۔ اس باب میں دو احادیث منقول ہیں۔ ایک حدیث میں تین اور دوسری میں چار علامات کا ذکر ہے۔

5- عملی ارکان ایمان

امام بخاریؒ نے کتاب الایمان کے پہلے نصف حصے' میں ان ارکان کا ذکر کیا جن کا تعلق قلبی کیفیت سے ہے اور اعمال میں زیادہ تر ان اعمال کا ذکر کیا جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ باقی نصف حصے کے ابواب اور ان میں منقول احادیث میں ایمان کے ان ضروری اجزاء کا ذکر ہے جن کا تعلق عبادات یا حقوق اللہ سے ہے۔ چنانچہ باب نمبر25 میں قیام لیلتہ القدر' باب نمبر26 میں جہاد' باب نمبر27 میں رمضان المبارک کی راتوں میں نوافل پڑھنے' باب نمبر28 میں ثواب کی امید کے ساتھ رمضان کے روزے رکھنے' باب نمبر30 میں نماز باب 34 میں زکوۃ باب نمبر35 میں جنازہ کے ساتھ چلنے' باب نمبر36 میں اعمال کے ضائع ہونے کے خوف کو اور باب نمبر40 میں خمس کی ادائیگی کو ایمان کا لازمی اور ضروری حصہ قرار دیا۔ اس طرح ان ابواب کے عنوانات اور ان میں منقول احادیث کے ذریعہ امام بخاریؒ نے اپنے موقف کی تائید کی ہے۔

کتاب الایمان کے ان ابواب اور ان میں منقول احادیث سے ہمیں ایمان کی حقیقت اور اس کے حقیقی تقاضے معلوم ہوئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کون سے افکار و نظریات ہیں جن سے ایمان مضبوط ہوتا ہے' وہ کون سے اعمال ہیں جن سے ایمان کو ترقی نصیب ہوتی ہے اس کے برعکس وہ کون سے افکار و نظریات ہیں جن سے ایمان کو خطرہ ہے اور وہ کون سے اعمال ہیں جو انسان کو ایمان کے دائرہ سے نکال کر منافقوں کی صف میں لاکھڑا کرتے ہیں۔ ایمان کے ان تقاضوں کو سمجھنے' ان کو اپنی نظریاتی و فکری زندگی پر لاگو کرنے اور اپنے اعمال و اخلاق میں جگہ دینے کی ضرورت ہے۔

6- کتاب برائے مطالعہ

کتاب الایمان کی احادیث اور مضامین کا خلاصہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ ان کی تفصیل کے لئے آپ درجہ ذیل کتب کا مطالعہ کریں:

6.1 لازمی مطالعہ کے لئے:

ا- علامہ شبیر احمد عثمانیؒ' "فضل الباری" ج 1: ص 295 تا 300' 302 تا 310' 313 تا 328' 343 تا 411' 37 تا 456 اور 525 تا 543

2- مولانا محمد انور کشمیری، "فیض الباری علیٰ صحیح البخاری" ج 1: ص 183 تا 196 اور 249 تا 270
3- عینی، ابو محمد محمود بدر الدین، "عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری"

6.2 اختیاری مطالعہ کے لئے:

1- مولانا سید محمود احمد رضوی، "فیوض الباری شرح صحیح البخاری"
2- ابن حجر عسقلانی، "فتح الباری شرح صحیح البخاری"

خود آزمائی

1- انسانی زندگی میں ایمان کی اہمیت مختصر طور پر بیان کریں۔
2- ایمان کے لغوی و اصطلاحی معانی بیان کریں۔
3- فقہاء اور محدثین کی بیان کردہ ایمان کی تعریفوں میں کیا فرق ہے؟
4- امام بخاریؒ فقہاء و محدثین میں سے ایمان سے متعلق کس کے موقف کو ترجیح دیتے ہیں؟
5- کتاب الایمان کے کل ابواب اور احادیث کی تعداد لکھیں۔
6- ایمان اور اسلام میں کیا فرق ہے؟ احادیث کی روشنی میں واضح کریں۔
7- وہ کون سی پانچ چیزیں ہیں، جنہیں اسلام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے؟
8- وہ کون سے حقوق العباد ہیں، جن کی ادائیگی کو ایمان کا لازمی حصہ قرار دیا گیا ہے؟
9- صحابہؓ کے کس طبقہ کی محبت کو ایمان کا لازمی حصہ قرار دیا گیا ہے۔
10- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیسی محبت ایمان کے لئے ضروری قرار دی گئی ہے۔
11- حلاوہ الایمان سے کیا مراد ہے؟
12- علامات نفاق کون کون سی ہیں؟
13- حقوق الٰہی اور عبادات سے متعلق وہ کون سے اعمال ہیں جنہیں ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے؟
14- جبرئیل امین نے ایک اجنبی شخص کے روپ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ

سوالات کئے تھے؟ وہ سوالات بیان کریں۔

15- جبرئیل امین کے سوالات کے جو جوابات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے ان سے ایمان، اسلام اور احسان کی کیا حقیقت معلوم ہوتی ہے؟

16- کتاب الایمان میں دوبارہ حدیث "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ" نقل کی گئی ہے اس حدیث کی ایمان کے ساتھ مناسبت بیان کریں۔

یونٹ نمبر 10

متن

الجامع الصحیح للبخاری

(کتاب العلم)

فہرست عنوانات

1- تعارف

گذشتہ یونٹ میں آپ نے ایمان کی تفصیلات کا مطالعہ کیا۔ ایمان کی ان تفصیلات اور ایمان کے تقاضوں پر عمل کے لئے سب سے بڑی بنیاد و اساس علم ہے۔ علم کے بغیر نہ ایمان کے تقاضوں کو سمجھا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

علم کی تعریف

علم کی تعریف کے متعلق مفکرین کے بہت سے اقوال ہیں، بعض کا خیال ہے کہ علم کی تعریف ممکن نہیں ہے۔ بعض مفکرین، جن میں میر سید شریف بھی شامل ہیں نے علم کی تعریف حسب ذیل الفاظ میں کی ہے:

هُوَ صِفَةٌ يَتَجَلّٰى بِهَا الْمَذْكُور لِمَنْ قَامَتْ هُوَ بِهٖ

علم ایک ایسی صفت ہے جس سے وہ چیز روشن ہو جاتی ہے جس سے عالم کا تعلق ہے۔

اس تعریف سے یہ بات واضح ہوئی کہ علم انسان کی فطرت میں رچا ہوا ہے کیونکہ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم سکھایا اور اسی علم کی وجہ سے آدم کو فرشتوں پر ترجیح حاصل ہوئی انسان جو علم حاصل کرتا ہے اس کے مختلف ذرائع ہو سکتے ہیں۔ ان ذرائع کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:

الف : وہ ذرائع جو انسان کی ذات میں رکھے ہوئے ہیں، انسان کبھی سن کر، دیکھ کر، سونگھ کر، چکھ کر، یا پڑھ کر علم حاصل کرتا ہے۔

ب : بعض اوقات اسے اپنے ذاتی ذرائع سے کسی بات کا علم حاصل نہیں ہوتا بلکہ وحی الٰہی اسے باخبر کرتی ہے۔ وحی کے ذریعہ حاصل ہونے والے علوم، علوم نبوت ہوتے ہیں۔

علم کا اسلامی تصور:

علم کے حوالہ سے اسلام کا تصور بالکل منفرد ہے، یہ انسانی ذرائع سے حاصل ہونے والے علوم کی بالکل نفی نہیں کرتا البتہ یہ پابندی ضرور عائد کرتا ہے کہ ان ذرائع سے حاصل ہونے والے وہ علوم جو انسان کو اللہ کی معرفت عطا کریں، صحیح اور جائز علوم ہیں لیکن جو علوم انسان کو اللہ سے دور

کرنے والے' اس کے احکام سے غافل کرنے والے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے سے ہٹانے والے ہوں' ناجائز اور ممنوع علوم کہلائیں گے۔

اسلام کا تصور علم عقلی ہے اور اسلام ہر علم میں جستجو اور تحقیق کا قائل ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے "وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ" (ہر علم والے سے بڑھ کر علم والا موجود ہے) گویا علم میں مسابقت کا رجحان جاری رہنا چاہئے ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:
فَاسْئَلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" (اگر تمہیں کوئی بات معلوم نہ ہو تو جن کو معلوم ہے' ان سے سوال کرو)

علوم کی اس لامحدود کائنات میں علوم حدیث بہت اہمیت و فضیلت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے کتاب العلم میں سب سے پہلے علوم الحدیث سے متعلق ابواب ذکر کئے ہیں۔

اسلام کے اس تصور علم کی روشنی میں اب ہم بخاریؒ کی کتاب العلم کا مطالعہ کرتے ہیں۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہونا چاہئے کہ آپ:

1- امام بخاریؒ کی کتاب "الجامع الصحیح" کی کتاب العلم کا گزشتہ بحث ایمان سے ربط جان سکیں اور اس کو بیان کر سکیں۔

2- کتاب العلم میں منقول احادیث کی انواع سے متعلق گفتگو کر سکیں۔

3- علوم الحدیث سے متعلق بحثوں کے بارے میں مضمون سپرد قلم کر سکیں۔

4- نقل حدیث کی بعض اصطلاحات سے واقفیت حاصل کر لیں۔

5- احادیث کی روشنی میں فضیلت علم' آداب تدریس اور متعلمین کے آداب سے واقف ہو جائیں اور ان کو مبسوط انداز میں بیان کر سکیں۔

3- کتاب العلم - ایک نظر میں

بخاری کی کتاب العلم میں ابواب کی تعداد' ان میں منقول احادیث کی تعداد اور ان کی تفصیل اعداد و شمار کی صورت میں درج ذیل ہے :

کل ابواب :	53
کل احادیث :	76
باب بلا حدیث :	1
فضیلت علم سے متعلق ابواب :	10
علم حدیث سے متعلق ابواب :	4
آداب برائے معلم کے ابواب	23
آداب برائے متعلم کے ابواب	15

4- کتاب العلم کے ابواب کی تقسیم :

"الجامع الصحیح" کی کتاب العلم کے ابواب اور ان میں منقولہ احادیث کو چار بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

الف : علوم الحدیث سے متعلق

ب : فضیلت علم سے متعلق

ج : آداب معلم سے متعلق

د : آداب متعلم سے متعلق

کتاب العلم کے ابواب اور ان میں منقول احادیث کا جائزہ ہم اسی ترتیب سے لیں گے۔

4.1 علوم الحدیث سے متعلق ابواب :

علوم الحدیث سے متعلق ابواب کی تعداد 4 ہے اور ان میں منقول احادیث کی تعداد نو ہے۔ سب سے پہلا باب نقل حدیث کی اصطلاحات سے متعلق ہے' اس کے ترجمۃ الباب میں امام بخاریؒ نے

حمیدی کے حوالہ سے ابن عیینہ کا قول نقل کیا ہے۔ اسی طرح دیگر مشائخ حدیث کے اقوال بھی ہیں جو نقل حدیث کے لئے مختلف الفاظ استعمال کرتے تھے۔ اس باب سے یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ نقل حدیث کے لئے ان الفاظ کا استعمال درست ہے۔

4.2 تلاوت حدیث:

باب نمبر 6 کے ترجمۃ الباب میں نقل حدیث سے متعلق ایک اہم مسئلہ پر بحث کی گئی ہے مسئلہ یہ ہے کہ کیا حدیث کے اتصال سند کے لئے استاد کے سامنے شاگرد کی تلاوت حدیث ضروری ہے یا اگر استاد تلاوت کرے اور شاگرد سنے تو سند حدیث کا اتصال ہو سکتا ہے۔

اس ضمن میں امامؒ نے، حسن، سفیان ثوری اور امام مالک کا قول نقل کیا ہے کہ دونوں طرح سے اتصال سند ہو سکتا ہے، اور ترجمہ الباب میں منقول حدیث اس موقف کی دلیل ہے، اس حدیث میں ضمام بن ثعلبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک بات عرض کر رہے ہیں اور آپؐ صرف اس کی تائید کر رہے ہیں، اس طرح یہ حدیث مرفوع حدیث کہلائی۔

باب نمبر 7 میں بھی سند حدیث کے ایک نکتہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جسے اصولیین کے ہاں "مناولہ" کہا جاتا ہے، یعنی اگر کسی شخص کو کسی کی نقل کردہ حدیث تحریری شکل میں ملے۔ اس بارے میں بڑا لطیف استدلال کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قافلے کو بھیجتے وقت کچھ ہدایات تحریر کروائیں اور ہدایت فرمائی کہ یہ تحریر فلاں مقام پر پہنچ کر پڑھیں۔ چنانچہ آپؐ کی وہ تحریر اسی مقام پر پہنچ کر پڑھی گئی اور اس کے مطابق عمل کیا گیا۔

اس باب میں بھی حدیث کو تحریری شکل میں لانے یا تحریری مجموعات کا ذکر ہے۔ اس باب میں کل چار احادیث منقول ہیں۔

4.3 احادیث کی تحریر:

ان تمام ابواب اور ان میں منقول احادیث سے یہ بات ثابت کی جا رہی ہے کہ حدیث کی تحریر و کتابت جائز ہے اور نبی کریم ﷺ نے اس کی اجازت بھی دی ہے آپؐ کے زمانے میں احادیث تحریر کرنے، ان سے استفادہ کرنے اور دوسروں کے سامنے ان کو نقل کرنے کا رواج عام تھا۔

5- فضیلت علم سے متعلق احادیث:

فضیلت علم سے متعلق پہلا باب دسواں ہے جس میں امامؒ نے کوئی حدیث نقل نہیں کی لیکن ترجمہ الباب کی عبارت طویل ہے جس میں آپ نے چھ آیات مبارکہ' پانچ احادیث کے ٹکڑے نقل کئے ہیں اور عبداللہ بن عباسؓ کا ایک تفسیری قول جس میں وہ آیت مبارکہ کے ایک حصے کی تفسیر بیان کر رہے ہیں۔ ان تمام آیات' احادیث اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول سے امامؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ علم' قول و عمل کی بنیاد اور اساس ہے اسی لئے "العلم قبل القول والعمل" کی تعبیر اختیار کی یہ ایک فطری امر ہے کہ انسان جانے بغیر بول نہیں سکتا اور بولے بغیر عمل نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ اللہ کی وحدانیت بھی قول یعنی اقرار باللسان پر موقوف ہے اور قول و ایمان دونوں علم پر موقوف ہیں۔

فضیلت علم سے متعلق اگلا باب تیرہواں ہے جس کا عنوان ایک مشہور حدیث کا حصہ ہے۔ " مَنْ يُرِدِاللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ" کو عنوان باب بھی بنایا گیا اور اسی حدیث کو اس باب میں نقل کیا گیا اس کے بعد علم میں فہم و فراست کی فضیلت بیان کی گئی اور باب نمبر 15 میں یہ بتایا گیا کہ صرف دو چیزوں میں رشک جائز ہے ان میں سے ایک علم و حکمت ہے۔ باب نمبر 16 میں فضیلت علم کے ضمن میں حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا واقعہ نقل کیا گیا جس سے یہ سمجھایا گیا کسی بھی صاحب علم کو حصول علم کے لئے یا کسی مخصوص علم کے ماہر سے استفادہ کرنا پڑے تو اس سے گریز نہ کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی تھے لیکن ایک مخصوص علم کے ماہر حضرت خضر سے جو نبی نہ تھے' استفادہ کی غرض سے ایک لمبے سفر پر روانہ ہو گئے۔

باب نمبر 20 میں معلم اور متعلم کی فضیلت بیان کی گئی ہے جبکہ باب نمبر 21 میں یہ بتایا گیا ہے کہ علامات قیامت میں سے ایک یہ ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا۔ اس سے یہ بات سمجھائی کہ علم انسانی بقا بلکہ کائنات کی بقاء کا ضامن ہے۔ جب کائنات سے علم اٹھا لیا جائے گا تو کائنات کے وجود کا جواز ختم ہو جائے گا اور کائنات کو تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔

باب نمبر 22 میں "فضل العلم" کے عنوان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب نقل کیا گیا کہ آپؐ نے دودھ پیا اور اس کا باقی ماندہ حضرت عمرؓ کو دے دیا۔ لوگوں نے اس کی تعبیر پوچھی

تو فرمایا اس سے مراد "علم" ہے۔ اس سے بھی یہی بات سمجھائی گئی کہ جس طرح انسانی صحت کے لئے دودھ ایک لازمی جزو ہے اسی طرح فرد کی بقاء اور نشوونما میں علم بھی ایک لازمی جزو ہے۔

6- آداب تدریس

کتاب العلم کے بیشتر ابواب میں امام بخاریؒ نے آداب تعلیم و تعلم بیان کئے ہیں اس ضمن میں تدریس کے درج ذیل آداب بتائے گئے۔

6.1 گفتگو کے دوران سوال کا جواب

آداب تدریس میں سب سے پہلا ادب یہ بتایا گیا کہ استاد اگر گفتگو کر رہا ہو اور اس دوران میں کوئی سوال کرے تو استاد پہلے اپنی جاری گفتگو کو مکمل کرے اور پھر سوال کا جواب دے۔ کتاب العلم کے باب نمبر۱ میں ایک اعرابی کے سوال کا ذکر ہے جو اس نے دوران گفتگو کیا تھا اور آپؐ نے اپنی بات مکمل کر کے اس کا جواب دیا۔

6.2 بلند آواز سے گفتگو

دوسرا ادب یہ بتایا گیا کہ اگر معلم ضرورت محسوس کرے تو دوران گفتگو اپنی آواز بھی بلند کر سکتا ہے۔ اس ضمن میں باب نمبر2 میں وہ حدیث نقل کی گئی کہ ایک سفر میں آپؐ نے وضو کرنے والے صحابہؓ کو ریڑیاں سوکھی رہ جانے پر با آواز بلند تنبیہ کی تھی۔

6.3 امتحان کے لئے سوال کرے:

معلم کے لئے تیسرا ادب باب نمبر5 میں بتایا گیا۔ اس کے مطابق معلم کو چاہئے کہ وہ شاگردوں کو متوجہ رکھنے اور ان کا امتحان لینے کی غرض سے ان سے سوال بھی کرے۔

6.4 طلباء کی حوصلہ افزائی:

طلباء کی حوصلہ افزائی اور انہیں حصول علم کی طرف راغب کرنے کے لئے یہ ادب بھی بتایا گیا کہ معلم طلبا کی لیاقت اور ان کی قابلیت کے فرق کو ملحوظ رکھے۔ اس ضمن میں خطبہ حجتہ الوداع کا وہ

ٹکڑا نقل کیا گیا جس میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری یہ باتیں موجود لوگ غیر موجود تک پہنچا دیں کہ بعض دفعہ سننے والا کہنے والے سے زیادہ ذہین ہوتا ہے۔

6.5 وقت و موقع کا لحاظ:

آداب تدریس میں یہ بھی بتایا گیا کہ معلم' درس و تدریس اور وعظ و نصیحت میں ہمیشہ موقع و محل کو ملحوظ رکھے۔ باب نمبر 11 میں دو احادیث نقل کی گئیں جن میں سے ایک میں عبداللہ بن مسعودؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول نقل کرتے ہیں کہ آپؐ وعظ و نصیحت کے لئے وقت اور موقع کی رعایت فرماتے۔ آپؐ کو یہ پسند نہ تھا کہ ہم اکتا جائیں اور دوسری حدیث میں آپؐ نے حضرت انسؓ کو آسانی پیدا کرنے' اور بشارت دینے کا حکم دیا اور مشکل پیدا کرنے اور لوگوں کو دین سے متنفر کرنے سے منع کیا۔

6.6 مزید آداب تدریس:

(i) درس کے لئے دن متعین کرے:

آداب تدریس میں یہ بھی بتایا گیا کہ علم سیکھنے والوں کے لئے دن متعین کر دیں اس ضمن میں عبداللہ بن مسعودؓ کا معمول نقل کیا گیا کہ وہ جمعرات کے روز وعظ فرماتے تھے۔

(ii) شاگرد کے لئے دعا:

آداب تدریس کے ضمن میں وہ حدیث نقل کی گئی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے لئے کتاب اللہ کے علم کی دعا کی۔

(iii) سواری کی حالت میں سوال کا جواب:

درس و تدریس کے آداب میں باب نمبر 23 میں یہ سمجھایا گیا کہ معلم مختلف حالتوں میں سوال کا جواب دے سکتا ہے چاہے وہ اس وقت سواری پر ہی کیوں نہ بیٹھا ہو۔

(iv) اشارے سے جواب دینا

حجتہ الوداع میں آپؐ نے ہاتھ کے اشارہ سے جواب دیا۔

(v) حفظ و اشاعت علم کی تلقین

نبی کریمؐ نے وفد عبدالقیس کو علم کی حفاظت و اشاعت کی تلقین و نصیحت کی۔

(vi) غلط بات پر غصے کا اظہار

آپؐ نے ایک مرتبہ امام کے طویل نماز پڑھانے پر غصہ کا اظہار فرمایا۔

(vii) سمجھانے کے لئے بات کی تکرار

کئی مرتبہ آپؐ سمجھانے کی غرض سے ایک بات کو تین مرتبہ دہراتے۔

(viii) عورتوں کی تعلیم

آپؐ نے عورتوں کی تعلیم کے لئے ایک دن مخصوص کیا ہوا تھا۔

(ix) علم کے شوق پر حوصلہ افزائی

آپؐ نے ایک مرتبہ ابوہریرۃ کے طلب علم کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

(x) نبی کریم سے بات منسوب کرتے وقت احتیاط :

ہر معلم کو چاہئے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات منسوب کرتے وقت امکانی حد تک احتیاط سے کام لے اس سلسلہ میں بے احتیاطی پر آپؐ نے سخت وعید فرمائی ہے۔

7- آداب تعلیم

آداب تدریس کی طرح کتاب العلم میں احادیث نقل کی گئیں جن میں متعلم کے لئے بھی آداب بیان کئے گئے ہیں مثلاً :

(i) گفتگو کے دوران میں سوال نہ کرے۔

(ii) مجلس درس میں بیٹھنے کے آداب ملحوظ رکھے۔

(iii) تحصیل علم کے لئے کم از کم عمر

(iv) حصول علم کے لئے سفر

(v) کوئی علمی مسئلہ ہو تو اس کے لئے سفر

(vi) حصول علم کا اہتمام کرنا

(vii) استاد کے سامنے ادب سے بیٹھنا

(viii) حصول علم کا شوق رکھنا۔

(ix) بات توجہ سے سنے، نہ سمجھے تو دوبارہ پوچھے

(x) موجود غائب کو علم پہنچا دے۔

(xi) علم کی حفاظت کرے۔

(xii) عالم کی بات سننے کے لئے خاموش ہو جائے۔

(xiii) بیٹھے ہوئے شخص سے سوال کرنے کے لئے اطمینان سے بیٹھ جائے۔

(xiv) معلم کی مشغولیت میں سوال کرنے سے گریز کرے۔

(xv) علم کے حصول میں شرم نہ کرے۔

8- کتب برائے مطالعہ

8.1 لازمی مطالعہ کیلئے:

(i) علامہ شبیر احمد عثمانی، "فضل الباری" ج 1: ص 561 تا 584، ج 2: ص 41 تا 79 اور 123 تا 153

(ii) مولانا محمد انور شاہ کشمیری، "فیض الباری علی صحیح البخاری" ج 1: ص 161 تا 163 اور 201 تا 214

(iii) عینی، محمد محمود بدرالدین، "عمدۃ القاری" ج 2: ص 210 تا 224

8.2 اختیاری مطالعہ کیلئے:

(i) مولانا سید محمود احمد رضوی، "فیوض الباری شرح صحیح البخاری"

(ii) ابن حجر عسقلانیؒ "فتح الباری شرح صحیح البخاری"

خود آزمائی

1- علم کی تعریف بیان کریں۔

2- کتاب العلم میں علوم الحدیث سے متعلق کتنے ابواب ہیں؟

3- نقل حدیث کے لیے کون سی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں ان میں فرق بیان کیجئے۔

4- تلاوت حدیث کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

5- احادیث کو تحریر کرنے کی اجازت کب ہوئی؟

6- علم کی فضیلت پر تین آیات تحریر کریں۔

7- علم کی فضیلت پر تین احادیث تحریر کریں۔

8- آداب تدریس بیان کریں۔

9- دوران تدریس آواز کس حد تک بلند کرنے کی اجازت ہے۔

10- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھانے کے لئے کون سے طریقے اختیار فرماتے تھے۔

11- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس صحابیؓ کے طلب علم کی حوصلہ افزائی فرمائی تھی؟

12- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس صحابیؓ کیلئے کتاب و حکمت کے علم کے لئے دعا کی تھی؟

13- کوئی سے پانچ آداب تعلیم بیان کریں۔

یونٹ نمبر11

متن (5)

سنن ابی داؤد

(کتاب، صاحب کتاب)

فہرست عنوانات

1- تعارف

اصول حدیث بخاری' کتاب العلم کے یونٹ میں آپ یہ بات پڑھ چکے ہیں کہ علم حدیث میں موضوعاتی ترتیب سے مرتب ہونے والی کتب کی مختلف انواع ہیں جن میں سے ایک کو جامع اور ایک کو سنن کہا جاتا ہے۔

کتب جوامع کی نمائندہ کتاب بخاری کی الجامع الصحیح کے متعینہ حصوں کے یونٹ آپ پڑھ چکے ہیں' اب آپ سنن کتب کی نمائندہ کتاب امام ابوداؤد کی "کتاب السنن" سے متعلق یونٹ کا مطالعہ کریں گے۔

کتب سنن میں یہ کتاب ایک بہترین اور نمائندہ حیثیت رکھنے کے علاوہ محدثین اور فقہاء کے درمیان ایک پل کا کام کرتی ہے' علماء فقہ نے فقہی مسائل کے استنباط و استدلال کے لئے جس قدر امام ابوداؤد کے تفقہ سے کام لیا ہے' کسی دوسرے محدث کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ فقہی امور اور تشریعی مسائل میں ابوداؤد کو بنیادی اور اساسی حیثیت حاصل ہے۔

تاریخی اعتبار اور زمانی ترتیب کے لحاظ سے بھی سنن کے طرز پر لکھی جانے والی یہ اولین کتاب ہے۔

سنن ابی داؤد ذخیرہ حدیث میں وہ واحد کتاب ہے جس سے محدثین' اصول حدیث کے ماہرین' فقہاء اور اصول فقہ کے ماہرین یکساں طور پر مستفید ہوتے ہیں۔ ان علمی نسبتوں کے علاوہ امام ابوداؤد سے اہل پاکستان کو ایک خصوصی نسبت حاصل ہے کہ امام کی جائے پیدائش بلوچستان کا وہ علاقہ ہے جو آج مملکت خداداد پاکستان کا حصہ ہے۔

آپ اس یونٹ میں امام ابوداؤد کے احوال و آثار اور ان کی تالیف کا تعارف حاصل کریں گے۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ کو اس قابل ہونا چاہئے کہ

1- امام ابوداؤد کے خاندان اور وطن مالوف کے بارے میں جان سکیں۔

2- امام ابوداؤد کے اساتذہ اور تلامذہ کے بارے میں بیان کر سکیں۔

3- امام ابوداؤد کا حدیث اور فقہ میں مقام و مرتبہ متعین کر سکیں۔

4- سنن ابی داؤد کی خصوصیات نیز اس کی شروح اور تراجم پر سیر حاصل بحث کر سکیں۔

5- امام ابوداؤد کے طریقہ انتخاب حدیث اور نقل روایت کی شرائط معلوم کر سکیں۔

3- امام ابوداؤد - احوال و آثار

3.1 نام' ولادت

سلیمان بن اشعث بن اسحاق الازدی' السجستانی جو دنیا علم و دانش میں ابوداؤد کے نام سے جانے جاتے ہیں' 202 ھ میں پیدا ہوئے۔

3.2 خاندان و وطن:

آپ کا نسبی تعلق قبیلہ ازد سے تھا' آپ کے جد اعلیٰ عمران کے متعلق مورخین نے لکھا ہے کہ انہوں نے جنگ صفین میں حضرت علی کا ساتھ دیا تھا اور اسی جنگ میں شہادت پائی تھی۔
آپ کے وطن "سجستان" کو بعض لوگ بصرہ کا ایک گاؤں بھی بتاتے ہیں لیکن یہ درست نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ سجستان جس کو سیستان بھی کہا جاتا ہے مشہور مقام ہے جو سندھ اور ہرات کے درمیان واقع ہے اور قندھار سے ملا ہوا ہے۔ گویا موجودہ صوبہ بلوچستان کا وہ حصہ جو افغانستان کی سرحد سے ملا ہوا ہے' قدیم سیستان یا سجستان ہے جو امام ابوداؤد کا وطن اور جائے پیدائش ہے۔
اس اعتبار سے یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ امام ابوداؤد ہمارے ہم وطن ہیں کیونکہ ان کا تعلق اس مقام سے ہے جو اب پاکستان میں ہے۔ حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ سجستان مکران اور سندھ کے علاقہ کا صوبہ تھا۔

3.3 اساتذہ:

ابو عمرو الضریر' مسلم بن ابراہیم' عبداللہ بن رجاء' ابوالولید طیاسی' احمد بن یونس' ابو جعفر نفیلی'

ابو توبہ الحلبی اور سلیمان بن حرب جیسے محدثین کے علاوہ، حجاز، شام، مصر اور عراق کے بڑے بڑے تمام محدثین سے آپ نے کسب فیض کیا۔

ابن حجر کے مطابق آپ نے سنن ابوداؤد کی تالیف کیلئے 300 سے زائد محدثین سے استفادہ کیا۔

3.4 تلامذہ:

امام ترمذی، امام نسائی، ابوداؤد کے بیٹے ابوبکر بن داؤد، ابوعوانہ، ابوبشر دولابی، علی بن الحسن بن العبد، ابواسامہ، محمد بن عبدالملک اور ابو سعید کا نام آپ کے شاگردوں میں سرفہرست ہے۔ شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں "آپ کے بہت سے شاگرد ہیں، جن میں سے چار بہت مشہور ہوئے، ابوبکر بن ابی داؤد، لؤلؤی، ابن الاعرابی اور ابن داسہ۔"

حافظ ذہبی آپ کو محدثین کے نویں طبقہ کے اعلیٰ محدثین میں شمار کرتے ہیں۔

3.5 قوت حافظہ:

ابوداؤد امتیازی قوت حافظہ کے مالک تھے۔ محمد بن مخلد فرماتے ہیں کہ ابوداؤد کو ہزاروں حدیثیں حفظ تھیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ "جمہور علماء اسلام کو ان کے کمال حفظ کا اعتراف ہے۔"

4- حدیث میں مقام

حدیث میں آپ کی جلالت شان کو تمام ائمہ محدثین نے تسلیم کیا ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں

"ابوداؤد امام اہل الحدیث فی عصرہ بلا مدافعۃ"

صغانی فرماتے ہیں۔

"حدیث کا علم ابوداؤد کے لئے ایسا نرم (آسان) ہو گیا تھا جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم ہو گیا تھا۔"

احمد بن داؤد بن یٰسین الہروی فرماتے ہیں۔
"ابوداؤد حدیث، علوم الحدیث، اسناد اور علل الحدیث کے امام ہیں۔"

5- فقہی مقام

حدیث میں اہم اور امتیازی مقام کے علاوہ آپ کو فقہ و اجتہاد میں بھی نمایاں مقام حاصل ہے۔
عبدالحئی بن عماد حنبلی شندرات الذہب میں آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔
"راسئا" فی الحدیث وراسئا" فی الفقہ"
فقہ و حدیث سے دلچسپی اور ان دونوں میں کمال مہارت کا حسین امتزاج سنن ابی داؤد کی شکل میں سامنے آیا جس میں آپ نے صرف احکام و مسائل سے متعلق احادیث جمع کیں۔
امام ابو حاتم بھی آپ کو "امام فقہ" قرار دیتے ہیں۔
غرضیکہ علماء نے فقہ و اجتہاد میں امام بخاری کے بعد آپ کو دوسرا درجہ دیا ہے۔

6- وفات:

16 شوال 275ھ کو بصرہ میں آپ نے وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر 73 برس تھی۔ عباس بن عبدالواحد نے نماز جنازہ پڑھائی۔

7- تالیفات و تصنیفات

علوم و فنون میں جو گراں مایہ خزانہ آپ نے چھوڑا ہے وہ حسب ذیل ہے۔
1- کتاب الردعلیٰ اہل القدر
2- کتاب الناسخ وا الناسخ و لمسوخ
3- کتاب المسائل

4- مسند مالک
5- کتاب المراسیل
6- کتاب البعث والنشور
7- کتاب التفسیر
8- کتاب نظم القرآن
9- کتاب فضائل القرآن
10- دلائل النبوۃ
11- کتاب السنن

امام ابوداؤد کی مذکورہ کتب میں سے آخری کتاب "کتاب السنن" کا تعارف تفصیل سے اس یونٹ میں پیش کیا جائے گا نیز اس کی خصوصیات' جمع حدیث کے اسلوب اور صحاح ستہ میں اس کے مقام کو بھی واضح کیا جائے گا۔

8- کتاب السنن

8.1 ابوداؤد کی کتاب السنن - ایک نظر میں

نام کتاب:	"السنن لابی داؤد"
مولف:	ابوداؤد' سلیمان بن اشعث سجستانی
اجزاء/ حصص:	17
کتابیں:	35
ابواب:	187
احادیث:	4800
کتاب بلا عنوان:	2
مرسل روایات:	600

8.2 ابوداؤد کا انتخاب حدیث کا طریق کار

ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی 5 لاکھ حدیثیں لکھیں، پھر ان میں سے 4800 منتخب کر کے اس کتاب میں جمع کیا۔ خطابی کے مطابق 241ھ سے قبل بغداد میں یہ خدمت سرانجام دی۔ ابوبکر محمد بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ابوداؤد سے ملاقات کی ان سے اہل مکہ کو لکھے گئے خط کے متعلق دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ میں نے اس خط میں لکھا ہے۔

"یہ 4800 احادیث احکام ہیں۔ زہد و فضائل کے علاوہ دیگر بہت سی روایات ہیں جنہیں میں نے نقل نہیں کیا، ان احادیث میں انسان کے دین کے لئے یہ چار احادیث کافی ہیں۔

الف: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

ب: مِنْ حُسْنِ الْإِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ

ج: لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ حَتَّى يَرْضَى لِأَخِيهِ مَا يَرْضَاهُ لِنَفْسِهِ

د: الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَمَا بَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ"

8.3 نقل روایت کی شرائط:

روایت کے نقل میں آپ کی شرائط کیا ہیں؟ اس کی تفصیلات مستقل طور پر تو کہیں نہیں ملتیں البتہ آپ کے اس خط سے جو آپ نے مکہ والوں کو لکھا تھا جن شرائط کی جانب اشارہ ملتا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

1- ایسی کوئی روایت انہوں نے اپنی کتاب میں نقل نہیں کی جس کو کمزور ہونے کی وجہ سے تمام ائمہ حدیث نے متفقہ طور پر چھوڑ دیا ہو۔

2- احادیث جو دو صحیح سندوں سے منقول ہوں اور ان دو میں سے ایک کی سند زمانہ کے اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہو (یعنی ابوداؤد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک واسطے دوسری سند کی نسبت کم ہوں) اور دوسری سند میں راوی حفظ میں کمال مہارت رکھتے ہوں۔

3- مرسل روایت اس صورت میں نقل کرتے ہیں جب کوئی مسند روایت اس کے مقابلہ میں موجود نہ ہو۔

4- ایسے کسی شخص سے روایت نقل نہیں کرتے جس سے عموماً" محدثین روایت نقل نہ کرتے ہوں۔

5- منکر روایت اگر نقل کی گئی تو بیان کر دیا گیا کہ یہ منکر روایت ہے۔ یہ اس لئے نقل کی گئی کہ اس موضوع پر اس کے علاوہ کوئی اور روایت نہیں تھی۔

6- صرف عملی اور اخلاقی احکام و مسائل سے متعلق احادیث کو جمع کیا ہے۔ فتن' سیرت و تاریخ' مناقب انبیاء' یا ایمان اور دیگر نظریاتی اور فکری امور پر احادیث نقل نہیں کیں' جیسا کہ امام بخاری و مسلم وغیرہ نے نقل کی ہیں۔

7- امام ابوداؤد نے اپنی کتاب میں صرف مشہور احادیث نقل کی ہیں آپ نے غریب احادیث کو نقل کرنے سے گریز کیا ہے' چاہے وہ امام مالک اور یحییٰ بن سعید جیسے لوگوں سے ہی کیوں نہ منقول ہوں۔

8.4 ابوداؤد کا سکوت (خاموشی)

رسالہ مکیہ میں ابوداؤد نے جن شرائط کا ذکر کیا ہے' ان سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ جس روایت پر ابوداؤد خاموشی اختیار کریں اور اس کی سند پر کوئی تنقید نہ کریں تو وہ روایت حسن کے درجہ کی ضرور ہو گی' ابن حجرؒ نے اس پر طویل بحث کی ہے اور نتیجہ بحث یہ نکالا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ کی طرح امام ابوداؤد قیاس پر حدیث ضعیف کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی وجہ سے ضعیف احادیث بھی نقل کرتے ہیں کہ وہ قیاس سے مقدم ہوتی ہیں۔

9- سنن ابی داؤد کی خصوصیات

الف : سنن کی ترتیب پر مرتب کی جانے والی کتابوں میں سنن ابی داؤد سب سے پہلی کتاب ہے' ابوداؤد سے پہلے جوامع (جس میں آٹھ علوم پر احادیث جمع کی گئیں)

اور مسندات (جو صحابی راویوں کے اعتبار سے مرتب ہوئیں) تو موجود تھیں سنن کی طرز پر احادیث کو جمع کرنے کا کام سب سے پہلے ابوداؤد نے کیا۔

ب : فقہی احادیث کا جس قدر بڑا ذخیرہ اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے وہ صحاح میں سے کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتا۔

ج : علامہ خطابی کے بقول سنن ابی داؤد کو محدثین اور فقہاء کے درمیان اختلاف کی صورت میں، حکم اور ثالث کی حیثیت حاصل ہے۔

د : ابوداؤد نے اپنی سنن میں روایات کے تکرار سے امکانی حد تک گریز کیا ہے۔

ھ : روایات میں جامعیت کے ساتھ حسن ترتیب کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔

و : بعض جگہ سند پر بھی بحث کی ہے اور حسب ضرورت راویوں کے ناموں، القاب اور کنیتوں کے بارے میں بھی وضاحت کی ہے۔

10- شروح و تراجم

الف : ابوسلیمان احمد بن ابراہیم الخطابی نے معالم السنن کے نام سے ایک شرح مرتب کی جو مختصر ہے۔

ب : علامہ جلال الدین سیوطی نے "مرقاۃ الصعود الی سنن ابی داؤد" کے نام سے ایک شرح لکھی۔

ج : شرح سراج الدین عمر بن علی بن الملقن الشافعی

د : مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی شرح، بذل المجہود

ھ : علامہ ابوالحسن بن ہادی سندھی کی شرح "فتح الودود علی سنن ابی داؤد

و : مولانا شمس الحق ڈیانوی کی شرح عون المعبود

ز : شیخ الہند مولانا محمود الحسن، مولانا انور شاہ کشمیری اور مولانا خلیل سہارنپوریؒ کے دروس ابوداؤد پر مشتمل ایک اردو شرح علامہ محمد صدیق نجیب آبادی نے مرتب کی۔

11- کتب مطالعہ

11.1 لازمی مطالعہ

1- صدیق حسن خان، نواب، الحطہ فی ذکر صحاح ستہ، (ص 244 تا 255)
2- محمد عبدہ، الفلاح، صحاح ستہ اور ان کے مولفین (ص 93 تا 132)

11.2 اختیاری مطالعہ

شمس الحق ڈیانوی، عون المعبود

خود آزمائی

1- کتب سنن سے کیا مراد ہے؟
2- امام ابوداؤد کا پورا نام اور سن پیدائش تحریر کریں۔
3- آپؒ کے اساتذہ میں سے تین کے پورے نام لکھیں۔
4- آپؒ کے ان تلامذہ کے نام لکھیں جن کی کتب صحاح ستہ میں شامل ہیں۔
5- ابوداؤدؒ کے حدیث میں مقام کو ماہرین اصول حدیث کے اقوال کی روشنی میں بیان کریں۔
6- آپ نے کب اور کہاں وفات پائی؟
7- آپ کی تالیفات و تصنیفات کا تعارف کروائیں۔
8- سنن ابوداؤد کے کل ابواب اور منقولہ احادیث کی تعداد بتائیں۔
9- امام ابی داؤد کا انتخاب حدیث کا طریقہ اور راوی کی شرائط بیان کریں۔
10- ابوداؤد کے مراسیل کو محدثین کے ہاں کیا حیثیت حاصل ہے؟
11- ماہرین اصول حدیث اور مجتہدین امت ابوداؤد کے سکوت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں، اس کی وضاحت کریں۔
12- سنن ابی داؤد کے دیگر سنن سے امتیازات تحریر کریں۔
13- سنن ابی داؤد کی عربی اور اردو شروح میں سے تین تین نمائندہ شروح کا تعارف کرائیں۔
14- سنن ابی داؤد کی خصوصیات پر ایک جامع نوٹ تحریر کریں۔

یونٹ نمبر 12

متن (6)

سنن ابی داؤد - کتاب الآداب (۱)

سرچشمہ ہائے آداب

آداب مجلس و مواخات

فہرست عنوانات

۱- تعارف

محدثین عظام نے موضوعاتی جمع حدیث کے سلسلہ میں ایمان' عبادات' معاملات و مناکحات کے بعد آداب و معاشرت پر احادیث کا ایک وسیع ذخیرہ جمع کیا ہے۔ اس یونٹ میں آپ "سنن ابی داؤد" کی کتاب الآداب اور اس میں منقولہ احادیث کا مطالعہ کریں گے۔

1.1 آداب کے معنی:

آداب' ادب کی جمع ہے' علماء و مفکرین نے اس کے مختلف معانی بیان کئے ہیں۔

الف: اپنے قول و فعل میں ایسے اعمال پیدا کرنا جن کی تعریف کی جا سکے۔

ب: تمام مکارم اخلاق پر مستقل مزاجی سے عمل۔ یہ معنی علامہ سیوطی نے بیان کئے ہیں۔

ج: ادب ہر ایسی قابل تعریف کوشش کو کہتے ہیں جس سے انسان فضائل و کمالات میں سے کوئی فضیلت حاصل کرتا ہے۔ یہ تعریف علامہ طیبی نے کی ہے۔ یعنی عبادات و معاملات سے متعلق احکام شریعت کے بعد مکارم اخلاق کے اختیار کرنے کو اہم ترین سمجھا گیا ہے اور یہی شریعت کی نظر میں آداب کہلاتے ہیں۔

1.2 آداب کی اہمیت:

شریعت جہاں احکام میں رخصت دیتی ہے' یا احکام کو عارضی طور پر موقوف کر دیتی ہے' وہاں آداب احکام کی جگہ لے لیتے ہیں۔ گویا احکام میں رخصت یا ان کے موقوف ہونے کا تصور تو کیا جا سکتا ہے لیکن آداب میں رخصت یا ان کے موقوف ہونے کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ احکام کے ذریعہ انسان اپنے آپ کو ایک عابد و زاہد' متقی و پرہیزگار انسان ثابت کرتا ہے تو آداب کے ذریعہ یہ انسان اپنے آپ کو ایک بہترین انسان ثابت کرتا ہے۔

احکام شریعت کی پابندی سے انسان رذائل اخلاق سے اپنے آپ کو محفوظ کرتا ہے تو آداب کے ذریعہ یہ انسان اپنے آپ کو اخلاق حسنہ سے مزین کرتا ہے۔

انسان احکام الٰہی کی اتباع اور پیروی میں جب کسی کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہے یا اس سے اللہ کی کوئی نافرمانی سرزد ہو جاتی ہے تو آداب اس کو اللہ سے توبہ اور استغفار کا طریقہ سکھاتے ہیں اور اس

توبہ و استغفار کے ذریعہ انسان اپنی خطا، لغزش، معصیت اور نافرمانی کو یوں دھو ڈالتا ہے جیسے اس کا وجود ہی نہ تھا۔

بعض اوقات جب انسان کسی بات سے ناواقف ہوتا ہے، بے علمی یا جہالت کا شکار ہوتا ہے تو احکام کا علم حاصل کر کے وہ اپنے جہل کو دور کرتا ہے۔ آداب اس کو اس علم پر عمل کرنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھاتے ہیں۔ بعض اوقات انسان کم فہمی اور کم فکری کی بنا پر غلط عقائد و نظریات کا شکار ہو جاتا ہے، ایمانیات کی بحثیں اسے ان غلط افکار و نظریات سے بچاتی ہیں اور آداب اس کے نظریہ اور فکر میں حسن پیدا کرتے ہیں۔

گویا انسان کی عبادات اس کے معاملات، مناکحات، معاشرت، زندگی گذارنے کے معاشی اصول یا سیاست مدن کے ضوابط و آداب کا تعلق زندگی کے ہر شعبہ سے ہے۔ آداب کے بغیر اس کا نظریہ صحیح ہو سکتا ہے نہ اس کی عبادات، آداب کے بغیر اس کی عبادت صحیح ہو سکتی ہے نہ اس کے اخلاق۔ آداب کے بغیر اس کی معیشت درست ہو سکتی ہے اور نہ سیاست مدن کا رخ صائب ہو سکتا ہے۔ آداب کی اسی اہمیت کے پیش نظر آپ سنن ابی داؤد کی کتاب الآداب کا مطالعہ کریں گے۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ جان سکیں گے کہ:

1- آداب کے معنی کیا ہیں۔
2- سنن ابی داؤد کی کتاب الاداب میں کل کتنے ابواب اور کتنی احادیث ہیں۔
3- آداب و اخلاق کے سلسلہ میں سب سے پہلا سرچشمہ کونسی ہستی اور ذات ہے۔
4- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کیسے تھے۔
5- وہ کونسی اخلاقی اقدار ہیں جو حسن آداب کے سلسلہ میں بنیاد اور اساس کا درجہ رکھتی ہیں۔
6- وہ کونسی عادات ہیں جن سے بچنا ضروری ہے۔
7- مجلس کے آداب کیا ہیں؟
8- مجلس میں بیٹھ کر گفتگو کرنے کے کیا آداب ہیں؟
9- مجلس کے اختتام کے آداب کیا ہیں؟

3- کتاب الآداب

3.1 کتاب الاداب ایک نظر میں

کل ابواب : 417

کل احادیث : 406

ذیلی ابواب : 1

سنن ابی داوٗد کی کتاب الآداب کی بحث کو کل 7 حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو سات یونٹوں کی شکل میں آپ کے سامنے آئیں گے۔ اس یونٹ میں کل تیرہ ابواب کا تعارف ابواب میں نقل شدہ احادیث کی روشنی میں پیش کیا جائے گا۔

4- سرچشمہ آداب

کتاب الآداب کے ابتدائی 35 ابواب سرچشمہ آداب پر ہیں۔ ان پر غور کیا جائے تو محسوس ہو گا کہ ان ابواب میں پہلے تو آداب و اخلاق کے سرچشموں کا ذکر ہے۔ ان سرچشموں میں سب سے پہلے تو اس ہستی اور ذات گرامی کا ذکر ہے' اس کے اخلاق و آداب کا ذکر ہے جو اس ضمن میں سب سے پہلے' بنیادی اور اساسی حیثیت رکھتی ہے اور وہ ہستی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کے بیان میں حضرت انسؓ کے تجربات کو اصل بنیاد بنایا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل دس سال خدمت کی' میں نے ان دس سالوں میں کبھی آپؐ کو اونچی آواز میں بولتے نہیں سنا۔ کبھی کسی بات پر آپؐ نے ڈانٹا نہیں اور اگر کسی نے آپؐ کے ساتھ گستاخی اور بدتمیزی کا معاملہ کیا تو آپؐ نے جواباً" اس کے ساتھ حسن سلوک اور خاطر و مدارات کا سلوک کیا۔"

4.1 آداب کے اخلاقی سرچشمے:

ایک ذات اور ہستی کی حیثیت سے اخلاقی سرچشمہ کو بیان کرنے کے بعد اخلاق و آداب کے سلسلہ میں ان اخلاقیات کی طرف متوجہ کیا گیا جو حسن آداب و اخلاق میں بنیادی اور اساسی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان بنیادی اخلاقیات میں سے آٹھ اخلاقی اقدار مثبت اور تین منفی ہیں۔

4.2 مثبت اخلاقی اقدار:

مثبت اخلاقی اقدار میں نیک چال چلن' صالح عادات اور ہر کام میں میانہ روی کو وقار کے زمرہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اخلاق و آداب کا دوسرا سرچشمہ یہ ہے کہ انسان اپنے غصہ پر قابو رکھے۔ چنانچہ پہلے ایک حدیث مبارکہ میں غصہ پر قابو پانے کی جزاء و بدلہ کا ذکر ہے اور پھر اگلے باب میں غصہ پر قابو پانے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ عفو و درگزر اخلاق و آداب کا تیسرا سرچشمہ ہے۔ اس ضمن میں عروہ بن زبیرؓ سے ایک حدیث نقل کی گئی کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کی وجہ سے انتقام اور بدلہ نہیں لیا ہاں البتہ اگر کسی نے اللہ کی حدود کو پامال کیا تو اس سے ضرور بدلہ لیا۔ اخلاق و آداب کے سرچشموں کے ضمن میں حسن معاشرت' حیاء' خوش خلقی' رفق و نرمی اور احسان کا شکر ادا کرنے کو بنیادی اور اساسی حیثیت حاصل ہے۔ یہ وہ مثبت اخلاقی اقدار ہیں جو آداب و اخلاق میں بنیادی ستون یا سرچشمہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کے بغیر انسان اخلاق و آداب کی کسی صحیح منزل کو حاصل نہیں کر سکتا۔

4.3 منفی اخلاقی اقدار:

حسن اخلاق و آداب میں جہاں کچھ اخلاقی قدریں مثبت حیثیت کی حامل ہیں اور جن کو اختیار کیے بغیر حسن آداب و اخلاق کی منزل حاصل نہیں کی جا سکتی' وہاں کچھ عادات منفی حیثیت کی حامل بھی ہیں۔ منفی حیثیت کی ان عادات اور طور و طریق سے بچنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ مثبت اخلاقی قدروں پر عمل کرنا۔ ان منفی عادات میں سب سے پہلے جس عادت کو بیان کیا گیا وہ کسی دنیاوی امر پر غرور و تکبر اور بڑائی میں مبتلا ہونا ہے۔ غرور و تکبر انسانی اخلاق و کردار اور اس کے اعمال صالح کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جیسے دیمک لکڑی کو۔

دوسری عادت جس کی بہت مذمت کی گئی وہ خوشامد اور چاپلوسی ہے۔ خوشامد یہ ہے کہ انسان اپنی کسی غرض اور منفعت کی خاطر کسی شخص کی اس کے منہ پر جھوٹی تعریف کرے۔ منفی اخلاقیات و عادات کے سلسلہ میں اس جانب بھی متوجہ کیا گیا کہ راستہ میں اس طرح بیٹھ جانا کہ جس سے دوسرے لوگوں کو تکلیف و اذیت کا سامنا ہو' گذرنے میں مشکلات پیش آئیں' معاشرتی اخلاق و کردار کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی بات سننے کے لئے راستہ ہی میں نہیں رکتے تھے۔ بلکہ راستہ سے الگ ہو کر کسی کونے میں بیٹھ کر کسی سائل یا حاجت مند کی بات سنتے

تھے۔

حسن آداب و اخلاق کے ان سرچشموں کو بیان کرنے کے بعد آداب و اخلاق کے مختلف شعبوں کو بیان کیا گیا۔

5- آداب مجلس

ان شعبوں کا آغاز معاشرتی اور اجتماعی اخلاقیات سے کیا گیا اور اس ضمن میں سب سے پہلے آداب مجلس بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب الآداب کے باب 14 تا 33 یعنی کل 20 ابواب میں مجلس کے انعقاد، مجلس میں بیٹھنے، گفتگو کرنے، مجلس سے اٹھنے، مجلس میں آنے اور مجلس کے اختتام کے آداب بیان کیے گئے۔

آداب مجلس کے سلسلہ میں سب سے زیادہ تفصیلات مجلس میں بیٹھنے کے آداب سے متعلق ہیں، ان آداب و تعلیمات میں اعتدال اور توازن کی راہ اپنائی گئی ہے جس سے نہ کسی کو ذہنی یا جسمانی تکلیف کا سامنا ہو اور نہ کسی کے مرتبہ اور رتبہ کے کم ہونے یا پامال ہونے کا اندیشہ ہو، چنانچہ باب 14 میں سب سے پہلی بات یہ بتائی گئی ہے کہ مجلس میں بیٹھنے کا کشادہ انداز اپنانا چاہئے جس سے مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگ تکلیف محسوس نہ کریں، اگر دوران مجلس کوئی اپنے بیٹھنے کا انداز بدلنا چاہے تو اس کے پاس اس کی گنجائش موجود رہے۔ دوسری تاکید اس سلسلہ میں یہ کی گئی کہ اس طرح نہ بیٹھا جائے کہ جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں ہو اور کچھ حصہ سائے میں کسی بھی اعتبار سے یہ بات جسم کے لئے نقصان دہ ہے۔

بیٹھنے کے آداب میں ایک بات خصوصی طور پر باب نمبر16 میں نقل کی گئی ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ حدیث کی رو سے مسجد میں علیحدہ علیحدہ حلقے بنا کر بیٹھنا منع ہے اور بقول اعمش آپؐ جماعت کی صورت کو پسند فرماتے تھے۔

حلقہ کے ضمن میں اس بات کو ناپسند کیا گیا ہے اور ایسے شخص پر لعنت بھیجی گئی ہے جو خود کو نمایاں کرے۔ دوران مجلس آنے کے بعد لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا، حلقہ کے درمیان میں بیٹھنے کی کوشش کرے۔ مجلس میں بیٹھنے کے آداب کے سلسلہ میں یہ بھی تاکید کی گئی ہے کہ کسی شخص کا دوسرے کے لئے، اپنی جگہ سے اٹھنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا۔

باب نمبر23 میں حضرت عائشہؓ سے روایت منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر

شخص کو اس کے مرتبہ کے مطابق رکھو۔ یعنی مجلس میں نشست و برخاست میں فرق مراتب کا لحاظ ہونا چاہئے۔ مجلس میں بیٹھنے کی کیفیت کیا ہو' اس کو باب نمبر25 میں بیان کیا گیا ہے او یہ بھی واضح کیا گیا کہ اشخاص کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہیں بیٹھنا چاہئے۔

5.1- آداب گفتگو

بیٹھنے کے آداب کے علاوہ آداب مجلس کے ضمن میں گفتگو کے آداب بھی واضح کئے گئے'گفتگو کے ان آداب کو بیان کرتے ہوئے باب نمبر20 میں ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت نقل کی گئی جس میں آپ' لوگوں کو کسی کام پر بھیجتے ہوئے یہ ہدایت فرماتے تھے کہ "خوش کرتے رہنا' نفرت مت دلانا' آسانی کرتے رہنا' دشواری میں مبتلا نہ کرنا"

اس سے یہ بات سمجھائی گئی کہ مجلس میں گفتگو اس طرح کی ہونی چاہئے کہ جس سے لوگ خوشی اور ذہنی آسودگی محسوس کریں' اور یہ سمجھیں کہ دین پر عمل کرنا ان کے لئے دشوار نہیں بلکہ آسان ہے۔ اس ضمن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول بھی نقل کیا گیا ہے کہ آپ بہت ٹھہر ٹھہر کر' صاف صاف گفتگو فرماتے تھے اور ہمیشہ اپنی گفتگو کا آغاز حمد و ثنائے رب جلیل سے فرماتے تھے۔ گفتگو کے ان آداب میں عشاء کے بعد طویل گفتگو کرنا' مجلس میں سرگوشی کرنا اور شکایت لگانا' ان تمام امور کی ممانعت کی گئی ہے۔

آداب مجلس میں یہ بھی سمجھایا گیا ہے کہ اگر ایک شخص مجلس میں اٹھ کر جاتا ہے اور دوبارہ مجلس میں آتا ہے تو وہ اپنی پہلی جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔

5.2 اختتام مجلس کے آداب

اختتام مجلس کے سلسلہ میں یہ بتایا کہ اللہ کو یاد کئے بغیر مجلس سے اٹھ جانا غلط ہے۔ باب نمبر32 میں کچھ کلمات کی تعلیم دی گئی کہ مجلس کے اختتام پر مجلس میں شریک لوگ یہ کلمات پڑھیں تو ان سے ان خطاؤں کا کفارہ ہو جائے گا جو مجلس کے دوران سرزد ہوئیں۔ ہم اپنے اس یونٹ کا اختتام انہی کلمات پر کرتے ہیں۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

6- کتب برائے مطالعہ

6.1- لازمی مطالعہ:

1- سنن ابی داؤد' اردو ترجمہ علامہ وحید الزماں - ج 3
2- ابو الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی' عون المعبود شرح سنن ابی داؤد - ج 13 ص 127 تا 211

6.2- اختیاری مطالعہ:

ابو ابراہیم خلیل احمد' بذل المجہود فی حل ابی دوٗد

خود آزمائی

1- الادآب کے معنی بیان کریں۔
2- کتاب الاداب میں کل کتنے ابواب اور کتنی حدیثیں ہیں؟
3- باب فی الحلم و اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک اجنبی کا واقعہ نقل کیا ہے' اس اجنبی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟
4- غصہ کو روکنے اور قابو کرنے کی کیا جزا بتائی گئی ہے؟
5- آپ ﷺ نے غصہ کے وقت کیا پڑھنے اور کس عمل کی تلقین فرمائی ہے؟
6- نبی کریم ﷺ کو جب کسی کی بری عادات کی نشاندہی کرنی ہوتی تو آپؐ کیا اسلوب اختیار فرماتے تھے؟
7- آپ ﷺ نے خوشامد کرنے والوں کی کن الفاظ میں مذمت فرمائی ہے؟
8- لوگوں کا شکر گزار ہونے کی کیا اہمیت ارشاد فرمائی گئی ہے؟
9- نبی کریم ﷺ نے مسجد میں مختلف حلقوں (گروہوں) میں لوگوں کو بیٹھے دیکھا تو کیا فرمایا؟
10- کس مومن کو آپؐ نے کھجور اور ترنج سے تشبیہہ دی ہے؟
11- نبی کریم ﷺ نے کس کیفیت سے بیٹھنے کو' ان لوگوں کی کیفیت بتایا جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا؟
12- اختتام مجلس کی دعا اور اس کا مفہوم تحریر کریں۔

یونٹ نمبر 13

متن (7)

سنن ابی داؤد - کتاب الآداب

آداب مواخاۃ

فہرست عنوانات

۱- تعارف

دین اسلام، اجتماعیت کا دین ہے، اس کی تمام روایات و تعلیمات اجتماعیت کو فروغ دیتی ہیں اور انفرادیت ولاتعلقی سے بچاتی ہیں۔ اسلام نے دنیا کے تمام مسلمانوں کو نظریاتی وحدت کی لڑی میں پرو دیا ہے، چنانچہ بندہ مومن اس نظریاتی وحدت کا فرد بن کر ایک ایسے معاشرہ کا جزو اور حصہ بن گیا ہے جو ایک وسیع معاشرہ ہونے کے باوجود ایک گھرانے اور خاندان کی طرح ہے۔ اجتماعیت و وحدت کا جیسا وسیع تصور اسلام نے پیش کیا ہے، اس سے پہلے یا اس کے بعد کسی مذہب نے اس قدر وسیع تصور پیش نہیں کیا۔ وحدت نظر و فکر نے امت مسلمہ میں مواخات، اخوت اور بھائی چارہ کی ایک خوبصورت فضا پیدا کی ہے جس میں خاندانی، علاقائی یا زبانی عصبیتوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے جو اس اخوت و برادری کی لڑی میں رخنہ پیدا کر سکتی ہیں۔ اختلاف و افتراق کا نام و نشان ختم کر دیا گیا کہ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں۔

فکری، اخلاقی، ذہنی اور عملی انتشار و اختلاف کی وجہ سے بنی اسرائیل اللہ کے غضب کا نشانہ بنے، اس اختلاف و انتشار سے بچنے کا حکم دیا اور پھر اس اخوت و برادری کی وجہ سے اللہ جل جلالہ کا ہاتھ ان کے سر پر ہو علاقائی، لسانی اور خاندانی عصبیتوں کا قلع قمع ہو جائے، غرور و تکبر، تفاخر و تعلّی کا خاتمہ ہو جائے۔ سب کے سب افراد رشتہ اخوت میں آکر تواضع، ہمدردی اور خیرخواہی کا عملی پیکر اور نمونہ بن جائیں۔

صرف اور صرف تقویٰ اور پرہیز گاری کو وجہ فضیلت سمجھا جائے کہ ارشاد الٰہی ہے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

اسلام کی اس مواخات اور برادری نے مختلف تہذیبوں، تمدنوں، ثقافتوں، خاندانوں، علاقوں میں رہنے اور بسنے والوں کو ایک اخوت اور برادری عطا کی جس کو اخوت ایمانی کا نام دیا گیا۔ دنیا کے مشرقی کنارے پر رہنے والا مسلمان، دنیا کے مغربی کنارے پر رہنے والے مسلمان کا بھائی قرار دیا گیا۔

آج امت مسلمہ جن معاشرتی، معاشی، اخلاقی، تہذیبی اور تمدنی مسائل سے دو چار ہے، اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اپنے اندر اس مواخات اسلامی کو فروغ دینے کے بجائے علاقائی، لسانی اور خاندانی عصبتوں کے بت پال رکھے ہیں۔ آج ہم اگر ان بتوں کو توڑ ڈالیں تو ہمارے تمام مسائل باآسانی حل ہو سکتے ہیں۔

سنن ابی داؤد کی کتاب الآداب کے جن ابواب کا آپ اس یونٹ میں مطالعہ کریں گے ان ابواب میں اسلام کی اسی مواخات کو بیان کیا گیا' یہ بتایا گیا کہ اس مواخات کا عملی طور پر برپا ہونا کس طرح ممکن ہے اور پھر کن اخلاقی اقدار و تعلیمات کے ذریعہ ہم اس کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ جان سکیں گے کہ :

1- مواخاۃ پیدا کرنے اور اسے مضبوط بنانے کے لئے کن عوامل کا اختیار کیا جانا ضروری ہے۔

2- وہ کونسے عوامل ہیں جو اس مواخات کے اندر رخنہ پیدا کر سکتے ہیں۔

3- آداب مواخاۃ میں چال چلن کو کیا اہمیت حاصل ہے۔

4- ایک مسلمان کے راز کی حرمت کیا ہوتی ہے۔

5- ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کے عیب چھپانا کس قدر ضروری ہے۔

6- آنکھ بند کر کے ہر ایک پر اعتماد کرنا کیا ہے۔

7- غیبت کسے کہتے ہیں اور حدیث میں اس کی مذمت کس طرح کی گئی ہے۔

8- منافقت کیا ہے اور یہ کس طرح مواخات میں دخل انداز ہوتی ہے۔

9- بددعا دینا' لعنت ملامت کرنا' ناراض ہو کر ملاقات چھوڑ دینا' یہ سب باتیں مواخات کے خلاف ہیں۔

3- آداب مواخاۃ

اس یونٹ میں ابوداؤد کی کتاب الآداب کے جن ابواب کا خلاصہ پیش کیا جائے گا ان کا تعلق ''آداب مواخاۃ'' سے ہے۔

باب نمبر 451 تا 473 کل 24 ابواب میں آداب مواخات بیان کئے گئے ہیں۔ ان ابواب کی روشنی میں دو پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔

ـ: مواخاۃ پیدا کرنے اور اسے مضبوط بنانے والے عوامل جن کا اختیار کرنا ضروری ہے۔

ب: مواخاۃ میں نقص پیدا کرنے اور اسے کمزور کر دینے والے عوامل جن سے بچنا لازمی ہے۔

4- مواخاۃ کی ترقی کے عوامل

9 ابواب میں مواخاۃ کی ترقی کے عوامل کی وضاحت کی گئی ہے۔

4.1 عمومی چال چلن

اس ضمن میں باب نمبر451 میں عمومی چال کی طرف متوجہ کیا گیا کہ اس میں ایک خاص قسم کا توازن ہونا چاہئے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کے انداز سے متعلق اس باب میں منقول دو احادیث میں بتایا گیا اس سے یہی واضح ہوتا ہے کہ آپ کی چال نہ تو ایسی تھی جیسی مغرور و متکبر لوگوں کی ہوتی ہے اور نہ ہی اس میں ضرورت سے زیادہ تواضع اور انکساری ہوتی ہے کہ چلنے سے ایسا محسوس ہو جیسے کوئی بیمار آدمی چل رہا ہے بلکہ آپ کے چلنے میں تواضع اور وقار' انکساری اور قوت و طاقت کا حسین امتزاج ہوتا تھا۔ انسان اپنے چال چلن میں اسی قسم کی کیفیت پیدا کرے تو مواخات قائم رہتی ہے۔ ذاتی زندگی میں ایسا عمل اختیار کرنے کا طریقہ بھی بتایا گیا کہ جس سے ایک انسان اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کو ممکن بناتا ہے۔

4.2 راز کی حفاظت

باب نمبر453 میں منقول تین احادیث مبارکہ میں سے ایک میں مسلمان کے راز کو امانت بتایا گیا اور دیانتداری کے تقاضا کے طور پر یہ سمجھایا گیا کہ اس راز کی حفاظت کرنا' اسے افشاء ہونے سے بچانا اس شخص کی ذمہ داری ہے جس کے علم میں یہ راز آیا ہے۔ مواخات اور بھائی چارہ کے فروغ اور اس کی ترقی میں راز کی حفاظت اہم کردار ادا کرتی ہے۔

مواخات کی حفاظت و ترقی کی تیسری اہم بنیاد مسلمان بھائی کی عزت کی حفاظت ہے۔ چنانچہ حضرت انس' جابر بن عبداللہ اور ابو طلحہ بن سہل انصاری' کی دو روایات نقل کی گئیں جن میں اس

اجر و ثواب کی خبر دی گئی جو ایک بندہ مومن کو دوسرے بندہ مومن کی عزت و آبرو کی حفاظت پر اللہ کی طرف سے دیا جائے گا۔

4.3- دوسرے کے عیب چھپانا:

مواخات کی حفاظت و ترقی کی چوتھی اہم بنیاد دوسرے مسلمان بھائی کے عیوب کو چھپانا ہے باب نمبر460 میں اس ضمن میں دو احادیث نقل کی گئی ہیں۔

4.4- ہمدردی اور خیر خواہی:

باب نمبر461 میں مواخات کی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کا بھائی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ نہ وہ اس پر ظلم کرے گا اور نہ مصیبت میں اس کو تنہا چھوڑے گا اور جو اپنے بھائی کی سختی کو دور کرے گا' اللہ قیامت کے روز اس کی سختی کو دور کرے گا۔

اسی طرح تواضع اختیار کرنے' ظلم کا بدلہ لینے کے بجائے صبر کرنے' خیرخواہی اور خلوص کا مظاہرہ کرنے اور آپس میں میل جول کرانے کی اہمیت واضح کی گئی۔

باب نمبر473 میں آپس میں میل جول کرانے کو نماز' روزہ اور زکوۃ سے بھی افضل قرار دیا۔ یہ وہ عوامل تھے جن کے انجام دینے سے اخوت و برادری کو ترقی' عروج و کمال حاصل ہو گا۔ ان عوامل کے علاوہ ان عوامل کو بھی بیان کیا گیا جو اخوت اور برادری میں رخنہ پیدا کر سکتے ہیں' ان سے بچنے کی تاکید و تلقین کی گئی۔

5- مواخاۃ میں رکاوٹیں

مواخات میں رخنہ پیدا کرنے والے عوامل حسب ذیل ہیں جن کو کتاب الآداب کے مختلف ابواب میں بیان کیا گیا۔

5.1 اعتماد کا معیار

باب نمبر 450 میں سب سے پہلی چیز جس سے منع کیا گیا' وہ یہ ہے کہ آنکھ بند کر کے ہر ایک پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے کہ اگر وہ معیار اعتماد پر پورا نہ اترے تو یہ بات دل میں کبیدگی پیدا کرے گی جس کی وجہ سے مواخاۃ میں کجی پیدا ہو سکتی ہے۔

5.2- زبان کی حفاظت:

مواخات کے بگاڑ میں زبان اہم کردار ادا کرتی ہے چنانچہ زبان کی حفاظت کی تاکید کی گئی اور حسب ذیل امور سے زبان کو بچانے کی تاکید و تلقین کی گئی۔

الف : چغل خوری : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چغل خور جنت میں داخل نہ ہو گا۔

ب : غیبت : دوسرے بھائی کی غیرموجودگی میں اس کی برائی کرنے کو سختی سے منع کیا گیا۔

ج : گالم گلوچ : کسی کو گالی دینا، اور زبان سے بُری بات کہنا، ان تمام باتوں کی ممانعت کی گئی۔

د : مردوں کو برا کہنا : زبان کی حفاظت کے سلسلہ میں یہ بات بھی بتائی گئی کہ فوت شدہ مسلمان لوگوں کو برے الفاظ سے یاد نہ کرو۔

5.3- منافقت:

باب نمبر 455 میں مواخات میں رخنہ پیدا کرنے والی ایک بہت اہم صفت کی طرف اشارہ کیا گیا اور وہ صفت دو رخی اور منافقت کا رویہ اختیار کرنا ہے۔ ایسا شخص مواخات اور بھائی چارہ میں رخنہ پیدا کر دیتا ہے اس لئے اس بات سے بچنے کی خصوصی تاکید کی گئی۔

5.4 شرارت اور تکبر:

شرارت اور تکبر کا مظاہرہ بھی اخوت اور بھائی چارہ میں نقص پیدا کرنے کا بڑا سبب بنتا ہے۔
چنانچہ باب نمبر 466 میں ایک حدیث نقل کی گئی جس میں بتایا گیا کہ غرور و تکبر کی وجہ سے ساری عمر کی نیکیاں ضائع اور برباد ہو جاتی ہیں۔
حسد بھی ایک ایسی برائی ہے کہ جو مواخات میں خصوصا" اور انسانی اخلاق و آداب میں عموما" نیکی کو ختم کر دیتی ہے اس باب میں جو حدیث نقل کی گئی اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی واضح کیا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

5.5 لعنت ملامت کرنا:

کسی کو لعنت کرنا بھی مواخات میں رخنہ پیدا کرتا ہے' کسی پر لعنت کرنے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع کیا اور واضح کیا کہ کسی پر لعنت آخر کار خود لعنت کرنے والے پر آجاتی ہے۔

5.6 بددعائیں

مواخات کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے کسی کو بددعا دینے سے بھی منع کیا گیا حتی کہ ظالم کیلئے بھی بددعا کرنے سے روکا گیا ہے۔

5.7 ناراض ہو جانا:

ناراض ہونے اور ناراض ہو کر ملاقات چھوڑنے کو باب نمبر 54 میں منع کیا گیا۔

5.8 بدگمانی:

بدگمانی انسانوں کے مابین محبت و اخوت میں نقص پیدا کر دیتی ہے اور اس سے ایسی غلط فہمیاں

پیدا ہو جاتی ہیں جو مواخات کو متاثر کرتی ہیں۔ چنانچہ اس عادت سے بچنے اور گریز کرنے کی تاکید و تلقین کی گئی ہے۔

مجموعی طور پر ان ابواب میں ایسی اخلاقی اقدار کی تعلیم و تلقین کی گئی جس سے مواخات میں فروغ و ترقی اور مضبوطی و استحکام پیدا ہو اور ان رذائل اخلاق سے بچنے کی تلقین و تاکید کی گئی جو مواخات کو متاثر کرنے والے ہیں۔

اخلاق و آداب میں مواخات بنیادی و اساسی حیثیت رکھتی ہے۔ مواخات کو زندہ اور مضبوط کئے بغیر اخلاق و آداب کی اعلیٰ منزل حاصل نہیں کی جا سکتی۔

6- کتب برائے مطالعہ :

6.1 لازمی مطالعہ :

1- سنن ابی داؤد، اردو ترجمہ علامہ وحید الزماں ج 3 : ص 600 تا 622

2- ابو الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی، عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، ج 13، ص 212 تا 263

6.2 اختیاری مطالعہ :

1- ابو ابراہیم، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، بذل المجہود فی حل ابی داؤد - ج 6

خود آزمائی :

1- آداب مواخاۃ سے کیا مراد ہے؟

2- سفر میں کسی کے اوپر پورا اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔ اس کو سمجھانے کے لئے حدیث میں کیا واقعہ نقل کیا گیا ہے؟

3- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کی راوی نے کیا کیفیت نقل کی ہے؟

4- پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹنے کا حکم احادیث کی روشنی میں بیان کریں؟

5- راز کے امانت ہونے کا کیا مطلب ہے؟
6- غیبت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟
7- سفر معراج میں غیبت کرنے والوں کو جو سزا مل رہی تھی اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کن الفاظ میں بیان کیا؟
8- تواضع کا صحیح مفہوم بیان کریں؟
9- حسد کسے کہتے ہیں' حدیث میں اس کی کیا سزا بیان کی گئی ہے؟
10- کسی مسلمان بھائی سے ناراض ہو کر بات چیت چھوڑ دینا کیسا ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ حد کیا ہے؟

یونٹ نمبر 14

متن (8)

سنن ابی داؤد۔ کتاب الآداب

(شخصی آداب)

فہرست عنوانات

1- تعارف

آداب کے سلسلے میں جہاں اجتماعی اور معاشرتی آداب کی اہمیت اور قدر و منزلت ہے' وہاں فرد کی زندگی سے متعلق آداب بھی' بنیادی اور اساسی نوعیت کی اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ فرد کو آداب سے مزین کئے بغیر معاشرہ کو مہذب اور متمدن نہیں بنایا جا سکتا۔ افراد سے مل کر ہی معاشرہ تشکیل پاتا ہے اگر افراد آداب و تہذیب سے' تمدن و اصول معاشرت سے بیگانہ ہوں تو معاشرہ کس طرح تمدن و تہذیب کی منزل کو حاصل کر سکتا ہے۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ یہ بیان کر سکیں کہ :

1- گانے بجانے کے متعلق کیا حکم ہے۔
2- ہیجڑوں سے متعلق حدیث میں کیا نقل کیا گیا۔
3- ایسے کھیلوں میں مصروف ہونے کا کیا حکم ہے جو اللہ کی یاد سے غافل کر دیتے ہوں۔
4- شخصی آداب کے سلسلہ میں شفقت و مہربانی کی کیا اہمیت ہے۔
5- شخصی آداب میں خصوصا اوردین اسلام میں عموماہمدردی اوراخلاص وخیرخواہی کی کیا اہمیت ہے۔
6- ہر مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کی مدد کے لئے تیار رہنا کس طرح ضروری ہے۔

3- شخصی آداب

شخصی آداب کے سلسلہ میں کچھ اقدار وہ ہیں جن کے اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے جبکہ کچھ اخلاقی اقدار وہ ہیں' جنہیں اختیار کرنے کی تاکید و تلقین کی گئی ہے۔ گانا بجانا اور فضول کھیل کود میں اپنا وقت ضائع کرنا' وہ اخلاقی اقدار ہیں جس سے ان شخصی آداب سے روکا گیا ہے جبکہ شفقت و مہربانی' اخلاص و خیرخواہی' مسلمانوں کی مدد کرنا وہ آداب ہیں کہ جن سے فرد کا مزین ہونا لازمی ہے۔
شخصی آداب کی اسی اہمیت کے پیش نظر' امام ابوداؤد نے اپنی کتاب سنن ابی داؤد میں ان آداب سے متعلق ابواب کی تقسیم کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین نقل کئے۔ آیئے ان ابواب اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ مطالعہ کریں کہ وہ کونسے شخصی آداب ہیں جن سے مزین ہونا ایک شخصیت کے لئے ضروری ہے اور وہ کونسی اخلاقی اقدار ہیں جو انسان کو تہذیب و تمدن کے دائرے سے نکال دیتی ہیں۔

3.1- گانا بجانا:

شخصی آداب کے سلسلے میں سب سے پہلے باب میں گانے بجانے سے متعلق حکم نقل کیا گیا ہے اس باب میں منقول دو احادیث سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شادی بیاہ کی تقریب میں محدود پیمانہ پر بچیوں کے جمع ہونے اور ان کے گانے کو منع نہیں فرمایا جبکہ باب نمبر 475 میں عبداللہ بن عمر کی روایت کے مطابق باجے کی آواز سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کان بند کر لئے تھے۔

3.2- مخنثین (ہیجڑوں) کا بیان

باب نمبر 476 جو حکم المخنثین کے عنوان سے ہے' میں منقول چار احادیث میں اس بات کی تاکید و تلقین کی گئی ہے کہ عورتوں کے لیے مردوں کی مشابہت اختیار کرنا اور مردوں کے لئے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا درست نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مردوں اور ایسی عورتوں کو "مخنث" سے تعبیر کیا اور اپنی امت سے خارج ہونے کی وعید سنائی ہے۔

3.3- گڑیوں سے کھیلنا:

باب نمبر 477 تا 480 چار ابواب میں مختلف قسم کے ایسے کھیلوں کا بیان ہے کہ جن میں مشغول ہو کر انسان اللہ کی یاد اور اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی سے غافل ہو جاتا ہے' انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی عمر عزیز کے ایک ایک لمحہ کو قیمتی سمجھے اور صرف ایسے کاموں میں ان لمحات کو صرف کرے جو دنیا میں اس کی منفعت اور بھلائی کا سبب ہوں یا آخرت کی فلاح و کامیابی کے ضامن ہوں' ایسے کام جن میں دنیا کی کوئی بھلائی ہو نہ آخرت کی کوئی کامیابی حاصل ہو' لایعنی اور فضول مشاغل ہیں جن سے بچنے کی تاکید و تلقین کی گئی ہے۔

3.4- شفقت و مہربانی

باب نمبر481 میں شفقت و مہربانی کا بیان ہے۔
رحم، شفقت و مہربانی وہ خلق اور شخصی آداب میں وہ صنف ہے کہ جس کی وجہ سے انسانی شخصیت میں اعتدال اور توازن پیدا ہوتا ہے۔ رحم و شفقت کی وجہ سے اس کے اندر محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور محبت کے یہی جذبات اسے عدل و انصاف پر مجبور کرنے والے ہوتے ہیں اور پھر ایسے لوگ اللہ کی رحمتوں کے بھی مستحق ٹھہرتے ہیں۔ اسی کو اس باب میں منقول حدیث میں بیان کیا گیا کہ اللہ کی ذات رحمٰن و رحیم ہے اور رحم کرنے والوں پر ہی رحم کرتی ہے۔

3.5- اخلاص و خیر خواہی:

شخصی آداب میں اخلاص و خیرخواہی کو بھی بنیادی اور اساسی حیثیت حاصل ہے۔ اس ضمن میں باب 482 میں نقل کردہ حدیث میں پورے دین اسلام کو ہمدردی، اخلاص اور خیرخواہی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ انسان کی شخصی زندگی میں خواہ اس کا تعلق دین سے ہو یا دنیا سے، اخلاص، ہمدردی اور خیرخواہی بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

3.6- مسلمانوں کی مدد کرنا:

شخصی آداب کے سلسلے میں آخری خلق و ادب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر مسلمان کو ہمہ وقت دوسرے مسلمان کی مدد کے لئے تیار رہنا چاہئے جو شخص کسی دوسرے مسلمان کی مدد کر کے اس کی کسی سختی کو دور کرے گا اللہ روز قیامت اس کی کسی سختی کو ختم کرے گا۔
مجموعی طور پر ان شخصی آداب سے انسان کی جو شخصیت سامنے آتی ہے وہ ایسی شخصیت ہے کہ انسان کھیل کود اور لعب اور فضول مشغولیات سے گریز کرنے والا ہو، شفقت و مہربانی کا پیکر ہو، اخلاص و ہمدردی کا نمونہ ہو اور مسلمانوں کی مدد کے جذبات و احساسات اس کے اندر بدرجہ اتم موجود ہوں۔

4- کتب برائے مطالعہ :

4.1 لازمی کتب

1- سنن ابی داؤد' اردو ترجمہ علامہ وحید الزماں ج 3: ص 622 تا 630

2- ابو الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی' عون المعبود شرح سنن ابی داؤد ج 13: ص 264 تا 293

4.2 اختیاری مطالعہ :

ابو ابراہیم مولانا خلیل احمد سہارنپوری' بذل المجھود فی حل ابی داؤد ج 6

خود آزمائی

1- شخصی آداب سے کیا مراد ہے؟

2- انسان کی تعمیر شخصیت میں شخصی آداب کیا کردار ادا کرتے ہیں۔

3- گانے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی وضاحت کریں۔

4- مخنثین (ہیجڑوں) کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا۔

5- وہ کونسے کھیل ہیں جن کو آپؐ نے پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا اور نہ پسند کرنے کی وجہ کیا ہے۔

6- شفقت اور مہربانی پر آپؐ نے کیا بدلہ اللہ کی طرف سے دیئے جانے کا وعدہ فرمایا۔

7- شفقت اور مہربانی کن لوگوں سے چھین لی جاتی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟

8- نصیحت کے لغوی اور لفظی معنی کیا ہیں؟

9- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کو نصیحت قرار دیا' اس سے آپؐ کی کیا مراد ہے؟

10- کسی مسلمان کی مدد کرنے سے روز قیامت کیا اجر و ثواب ملے گا۔

یونٹ نمبر 15

متن (9)

سنن ابی داؤد - کتاب الآداب

(آداب خطاب)

فہرست مضامین

1- تعارف

شخصی آداب کے بعد اجتماعی اور معاشرتی آداب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے' اس سلسلے میں سب سے پہلے آداب خطاب بیان کئے گئے۔

خطاب وہ چیز ہے جہاں سے ملاقات' گفتگو' رابطہ اور معاشرت کا آغاز ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص دوسرے کو حسن خطاب سے پکارتا ہے' اسے اچھے نام اور مستحسن لقب سے یاد کرتا ہے تو مخاطب کے ذہن میں اس کے لئے محبت اور تعلق کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور ان جذبات و احساسات کے ساتھ وہ توجہ' انہماک اور اہتمام سے بات کو سنتا اور ہمدردی' اخلاص و خیرخواہی سے اس پر غور کرتا اور مشورہ طلب کیا جائے تو دیانتداری سے مشورہ دیتا ہے۔ لیکن اگر جس خطاب سے گفتگو اور ملاقات کا آغاز ہوا ہے' وہ مناسب نہیں' حقارت آمیز ہے' اس خطاب میں دوسرے کی توہین کا پہلو نکلتا ہو' یا اس سے اس کی شخصیت مجروح ہوتی ہو تو پھر اس ملاقات اور گفتگو میں' اس مجلس اور میل جول میں اخلاص و ہمدردی دیانتداری اور صداقت کس طرح پیدا ہو سکتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ آداب خطاب پیدا کئے بغیر نہ آداب مجلس پیدا کئے جا سکتے ہیں نہ آداب معاشرت' نہ آداب مواخات قائم کئے جا سکتے ہیں اور نہ ہی آداب ذکر و دعا۔

آداب خطاب میں اس بات کو بھی مدنظر رکھا گیا کہ کسی شخصیت یا کسی بھی چیز کو ایسے نام سے یاد نہ کیا جائے جس میں کفر اور اہل کفر کی مشابہت ہوتی ہو۔

آیئے سنن ابی داؤد کی کتاب الآداب کے سلسلے میں منقول احادیث کا مطالعہ کریں

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ جان سکیں گے کہ :

1- اجتماعی اور معاشرتی آداب کے تقاضے کیا ہوتے ہیں۔
2- کسی چیز کو برے نام سے معنون کرنا کیا ہے۔
3- برے القاب سے کسی کو یاد کرنا کیا ہے۔
4- کنیت اختیار کرنے کا طریقہ کیا ہے۔
5- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت اختیار کرنا کیا ہے۔

6- حضرت عیسیٰؑ کے حوالے سے' ابو عیسیٰ کنیت رکھنے کا کیا حکم ہے۔

7- عورتوں کو کنیت رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں۔

8- خطبے میں لوگوں کو مخاطب کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

9- زبان کو مشکوک اور قبیح الفاظ سے بچانے کی کیا تاکید ہے۔

3- آداب خطاب

شخصی آداب کے بعد اجتماعی اور معاشرتی آداب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جس میں سب سے پہلے آداب خطاب کا ذکر ہے۔ اس ضمن میں کل 19 ابواب ہیں جن میں آداب خطاب کے مختلف پہلو واضح کیے گئے ہیں۔

3.1- نام بدلنا:

آداب خطاب کے سلسلے میں دو ابواب میں سب سے پہلے نام کے بدلنے کا ذکر ہے۔ اس ضمن میں دس احادیث نقل کی گئیں جن میں یہ تاکید و تلقین کی گئی کہ نام ہمیشہ اچھے رکھے جائیں' برے ناموں سے گریز کیا جائے۔

نام میں معنی کا خیال رکھا جائے' ایسے نام رکھے جائیں جن کا معنی و مفہوم اچھے ہوں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرب (لڑائی) مرہ (کڑوا) عاصیہ (گنہگار)' اصرم (کانٹے والا)' حزن (سخت' دشوار) جیسے ناموں کو ناپسند فرمایا اور فرمایا کہ ایسے نام رکھا کرو جن کا مفہوم اچھا اور عمدہ ہو۔

دوسری بات جو ان دو ابواب کی احادیث میں سمجھائی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ نام نسبت کی بنیاد پر رکھے جائیں۔ سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اس کے بعد انبیاء کے نام پر نام رکھا کرو تاکہ نام کو صالح نسبت حاصل ہو۔

4- برے القاب

آداب خطاب کے سلسلے میں باب نمبر 486 میں برے القاب سے کسی کو یاد کرنے کی ممانعت کی گئی' اس باب میں آیت مبارکہ ولا تنابزوا بالالقاب کی شان نزول کا واقعہ نقل کیا گیا۔

5- آداب کنیت:

عربوں میں یہ رواج عام تھا کہ وہ ایسے اصل نام کے علاوہ کسی نسبت سے بھی اپنا نام رکھتے تھے یہ نسبت بعض اوقات اولاد کی ہوتی تھی اور بعض اوقات کسی محبوب اور پسندیدہ چیز کی۔
آداب خطاب کے ضمن میں کنیتوں کے آداب باب نمبر 487 اور 489 اور 493 میں بیان کیے گئے ہیں۔

5.1 ابو عیسیٰ کنیت

اس ضمن میں باب نمبر 487 میں حضرت عمر فاروقؓ کا معمول نقل کیا گیا کہ وہ ابو عیسیٰ کنیت رکھنے کے سخت مخالف تھے کیونکہ آغاز اسلام میں یہ عقیدہ معروف تھا کہ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ تھے، اس عقیدے کی مخالفت کی وجہ سے آغاز اسلام میں ابو عیسیٰ کی کنیت رکھنا منع تھا۔
باب نمبر 488 میں آداب خطاب کے ضمن میں یہ بتایا گیا کہ پیار محبت کی وجہ سے کسی دوسرے کے بیٹے کو اپنا بیٹا کہہ کر خطاب کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس کو "میرا بیٹا" کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔

5.2 ابوالقاسم کنیت رکھنا

باب 490 تا 492 میں ابوالقاسم جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت تھی، بطور نام یا کنیت اختیار کرنے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی "محمد" اور کنیت "ابوالقاسم" کو یکجا کرنے کا حکم بیان کیا گیا کہ اس بات کی ممانعت آپؐ کی حیات مبارکہ میں تھی، آپ کے وصال کے بعد "محمد" بھی نام رکھا جا سکتا ہے اور "ابوالقاسم" کنیت بھی بطور نام استعمال کی جا سکتی ہے۔

6- خطبہ میں لوگوں کو خطاب کرنا:

خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد لوگوں کو اصل مقصود کی طرف متوجہ کرنے اور مخاطب کرنے کے لئے "امابعد" کہنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔

7- زبان کو مشکوک اور قبیح الفاظ سے بچانا

آداب خطاب کے سلسلہ میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ اپنی زبان کو ایسے مشکوک الفاظ سے بچانا چاہئے جس سے شرک یا گناہ کا شبہ پیدا ہوتا ہو جیسے انگور کے عرق کو شراب کہنا یا غلام کا اپنے آقا کو "ربی" کہنا۔ ایسے الفاظ سے مخاطب کرنے اور گفتگو کرنے سے منع کیا گیا۔

بنیادی طور پر مذکورہ ابواب میں گفتگو اور خطاب کے آداب سکھائے گئے اور یہ بتایا گیا کہ گفتگو کس انداز سے کی جائے اور کسی دوسرے کو کس انداز سے مخاطب کیا جائے۔

8- کتب برائے مطالعہ:

8.1 لازمی مطالعہ:

1- سنن ابی داؤد، اردو ترجمہ: علامہ وحید الزماں، ج 3: ص 632 تا 646

2- ابو الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی عون المعبود شرح سنن ابی داؤد ج 13: ص 291 تا 332

8.2 اختیاری مطالعہ:

ابو ابراہیم، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، بذل المجھود فی حل ابی داؤد

خود آزمائی

1- نبی کریم ﷺ نے اچھے نام رکھنے کی تاکید کیوں فرمائی؟

2- اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام کونسے ہیں؟

3- برے القاب کے سلسلے میں قرآن حکیم اور نبی کریم ﷺ کا کیا ارشاد ہے؟

4- ابو عیسیٰ کنیت رکھنے کو حضرت عمرؓ نے کیوں منع کیا؟

5- ابو القاسم کنیت رکھنا کیسا ہے؟

6- عتمہ کا کیا مطلب ہے اور عشاء کی نماز کے لئے اس لفظ کے بولنے کو کیوں منع کیا گیا ہے؟

7- آداب خطاب سے مجموعی طور پر خطاب اور گفتگو کے کیا آداب سامنے آتے ہیں؟ مختصراً بیان کریں۔

یونٹ نمبر 16

متن (10)

سنن ابوداؤد - (کتاب الآداب)

آداب زندگی

فہرست عنوانات

1- تعارف

انسانی زندگی میں جس طرح عقائد و اعمال کا درست ہونا لازمی اور ضروری ہے' اسی طرح زندگی میں حسن پیدا کرنے کے لئے لازمی ہے کہ انسان آداب زندگی سے واقف ہو۔

آداب زندگی سے مراد وہ آداب و اخلاق ہیں جن کا تعلق حقوق الٰہی کے شعبہ سے بھی ہے اور حقوق العباد کے شعبہ سے بھی' ان کا تعلق عبادات سے بھی ہے اور آپس کے معاملات سے بھی۔

آداب زندگی میں جن آداب سے متعلق آپ احادیث کا مطالعہ کریں گے' ان کا تعلق انسانی سوچ اور اس کے ذہن و فکر سے ہے یا اس کی زبان سے۔ زندگی سے متعلق ان آداب میں سب سے پہلے بڑی تاکید کے ساتھ جھوٹ بولنے کو منع کیا گیا۔ جھوٹ ایسی منفی اخلاقی قدر ہے کہ جس کا تعلق زبان سے بھی ہے اور ذہن و فکر سے بھی۔

انسان خلاف واقعہ بات کرتا ہے تو وہ زبان کا جھوٹ ہے اور اگر غلط بات سوچتا ہے یا جو بات وہ زبان سے کہتا ہے' دل اور دماغ اس کا ساتھ نہیں دیتے تو یہ ذہن و فکر کا جھوٹ ہے' اسی جھوٹ کی بنیاد پر قرآن کریم نے منافقین کے اس دعویٰ کا جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا تھا کہ آپ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں' صاف اور واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ بلاشبہ منافقین تو بالکل جھوٹے ہیں۔ اسی طرح عبادت اگر دکھاوے اور نمائش کی نیت سے کی جائے تو یہ عمل کا جھوٹ ہو گا۔

ذہن و فکر سے متعلق ان آداب زندگی میں حسن ظن کی اور ایفاء عہد کی تاکید و تلقین کی گئی' مزاح خوش طبعی اور شاعری کی اجازت دی گئی اور اس بات کا سختی سے حکم دیا گیا کہ جو بات بھی کرو خوب اچھی طرح سوچ سمجھ کر کرو' بلا سوچے سمجھے گفتگو نہ کرو اور پھر آخر میں نیند کے آداب بھی بتائے گئے۔

سنن ابی داؤد کے ان ابواب کا مطالعہ اس یونٹ میں شامل ہے۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ جان سکیں گے کہ:

1- آداب زندگی سے کیا مراد ہے۔

2- ذہن و فکر سے متعلق آداب کی نوعیت کیا ہے۔
3- جھوٹ کی اصل حقیقت کیا ہے اور حدیث کی رو سے اس کا کیا حکم ہے۔
4- حسن ظن سے کیا مراد ہے؟
5- ایفائے عہد کس قدر ضروری ہے۔
6- اظہار فخر کی حدیث میں کس طرح مذمت کی گئی ہے۔
7- مذاق اور خوش طبعی کی کس حد تک اجازت ہے۔
8- سوچ سمجھ کر گفتگو کرنے کے سلسلے میں حدیث نبوی کیا ہے۔
9- شاعری کے متعلق حدیث کی تعلیم کیا ہے۔
10- خواب کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا موقف ہے۔
11- چھینک اور جمائی لینے کے کیا آداب ہیں۔
12- نیند کے کیا آداب اور سونے کے کیا طریقے مناسب ہیں۔

3- آداب زندگی

آداب زندگی کے ضمن میں باب نمبر502 اور 503 میں جھوٹ بولنے کے بارے میں ہے۔ پہلے باب میں منقول تین احادیث میں جھوٹ بولنے سے بچنے کی سخت تاکید کی گئی یہاں تک کہ بچوں کو بہکانے اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے کے لئے جو غلط بات کی جاتی ہے' اس کو بھی جھوٹ قرار دیا گیا اور حرام کہا گیا۔ البتہ استعارہ کے طور پر کسی چیز کو دوسری چیز قرار دینا جھوٹ نہیں کہلاتا جیسا کہ باب نمبر503 میں منقول حدیث میں صحابیؓ نے گھوڑے کو "بحر" (دریا) قرار دیا۔

3.1 حسن ظن:

آداب زندگی کے سلسلے میں دوسرا ادب حسن ظن کا بیان کیا گیا۔ اس ضمن میں باب نمبر504 میں نقل کی گئی حدیث میں حسن ظن کو عبادت قرار دیا گیا اور دوسری حدیث میں بتایا گیا کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا رہتا ہے۔ اس لئے کسی کے متعلق کسی بھی وقت بدگمانی پیدا ہو سکتی ہے۔

3.2 ایفائے عہد:

آداب زندگی کے سلسلے میں تیسری کڑی ایفائے عہد کو بتایا گیا کہ جب بھی کسی سے وعدہ کرو تو اس نیت سے کرو کہ اسے پورا کرنا ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایفائے وعدہ کسی وجہ سے تین دن تک ایک جگہ کھڑے ایک شخص کا انتظار کرتے رہے۔

3.3 اظہار فخر:

آداب زندگی کے سلسلے میں جن باتوں سے منع کیا گیا' ان میں اظہار فخر سب سے اہم ہے' کہ کسی کو جلانے کے لئے اور اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے ایسی چیزوں کا ذکر کیا جائے جو واقعہ کے مطابق نہ ہوں۔

3.4 مذاق اور خوش طبعی:

آداب زندگی کے ضمن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مذاق اور خوش طبعی کی بات کی اجازت دی ہے کہ جس میں کسی دوسرے کو کسی اذیت کا سامنا نہ ہو' کسی دوسرے کی تحقیر نہ ہو اور اس بات میں جھوٹ کی آمیزش نہ ہو۔

3.5 سوچ سمجھ کر گفتگو کرنا:

باب نمبر 509 میں فضول' لایعنی اور بے سوچے سمجھے گفتگو کرنے کو منع کیا گیا ہے۔ ایسی گفتگو کو گائے کے چارہ کھانے سے تشبیہہ دی گئی اور تاکید کی گئی کہ انسان ایسی اچھی اور پر اثر گفتگو سیکھے جو دوسروں کے دلوں پر اثرانداز ہو۔

3.6 شاعری:

گفتگو کے ضمن میں یہ بات بھی سمجھائی گئی کہ دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات نہ ہو' صرف اشعار ہی اشعار بھرے ہوں تو گویا اس کے دل میں نجاست ہی نجاست بھری ہوئی ہے۔

3.7 خواب کا بیان:

باب نمبر 511 میں نو احادیث نقل کی گئیں جن میں خواب کی حقیقت کو بیان کیا گیا اور یہ بھی بتایا گیا کہ خواب سچے بھی ہوتے ہیں اور جھوٹے بھی۔ سچے خوابوں کو نبوت سے منسوب قرار دیا گیا اور یہ بھی واضح کیا گیا کہ اگر کوئی شخص خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا ہے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی زیارت کرتا ہے کیونکہ شیطان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روپ میں خواب میں بھی نہیں آسکتا۔

3.8 چھینک اور جمائی لینا:

چھینک آنا اور جمائی لینا' انسانی فطرت کا خاصا ہے اس کو منع نہیں کیا گیا البتہ چھینک کو اللہ کی رحمت اور جمائی کو شیطان کی طرف غفلت کی علامت قرار دیا گیا اور یہ بتایا کہ چھینکنے والا کیا کہے اور سننے والا کیا الفاظ ادا کرے۔

4- نیند کے آداب:

آداب زندگی کے ضمن میں بیداری اور خواب کے آداب کے بیان کرنے کے بعد نیند کے آداب باب نمبر 518 تا 521 میں بیان کئے گئے۔ اس ضمن میں یہ واضح کیا گیا کہ کس کیفیت اور کس جگہ سونا منع ہے اور کس کیفیت سے سونا بہتر ہے اور مسنون ہے۔

غرضیکہ ان آداب زندگی میں زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق مختلف آداب کی تلقین و تاکید کی گئی اور انسان کو ایک خوبصورت زندگی گذارنے کا طریقہ سکھایا گیا۔

5- کتب مطالعہ

5.1 لازمی مطالعہ

1- سنن ابی داؤد' اردو ترجمہ' علامہ وحید الزماں' ج 3: ص 646 تا 667

2- ابو الطیب شمس الحق عظیم آبادی عون المعبود شرح سنن ابی داؤد ج 13: ص 333 تا 387

5.2 اختیاری مطالعہ

ابوابراہیم، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، بذل المجہود فی حل ابی داؤد ج 6

خود آزمائی

-1 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کی کیا سزا بیان فرمائی؟
-2 جھوٹ کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی تعریف اور مفہوم بیان کریں؟
-3 کسی کو ہنسانے کی خاطر جھوٹ بولنا کیا ہے؟
-4 حسن ظن سے کیا مراد ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اہمیت کیسے بیان فرمائی؟
-5 بدگمانی انسان کے ذہن میں کیوں پیدا ہوتی ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کیا وجہ بیان فرمائی ہے؟
-6 بدگمانی سے بچنے اور حسن ظن پیدا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟
-7 ایفائے عہد سے کیا مراد ہے؟ اس کی اہمیت احادیث کی روشنی میں واضح کریں۔
-8 اظہار فخر کے لئے خلاف واقعہ بات کرنا کیا ہے؟
-9 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس حد تک خوش طبعی اور مزاح کی اجازت دی ہے؟
-10 کیا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کبھی مزاح فرمایا؟ مثالوں سے اس کی نوعیت واضح کریں۔
-11 بے سوچے گفتگو کرنا کیا ہے؟
-12 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور چند آیات قرآنیہ کی روشنی میں واضح کریں کہ شعر و شاعری کے بارے میں قرآن و سنت کا موقف کیا ہے؟
-13 خواب کی کیا حقیقت ہے؟ کیا حدیث اس کی حقیقت کو تسلیم کرتی ہے؟
-14 چھینکنے والے کے لئے کیا کہنا اور اس کو سننے والے کے لئے کیا کہنا ضروری ہے۔
-15 نیند کے آداب کیا ہیں، مختصراً" بیان کریں۔

یونٹ نمبر 17

متن (11)

سنن ابی داؤد - (کتاب الآداب)

(آداب ذکر و دعاء)

فہرست عنوانات

1- تعارف

ذکر و دعاء کا انسانی زندگی سے بہت گہرا تعلق ہے۔ انسان ذکر و دعا کے ذریعے عبادات میں اپنی تقصیرات کا مداوا بھی کرتا ہے' اپنی کوتاہیوں پر مغفرت بھی طلب کرتا ہے اور اپنے دنیاوی مقاصد کی تکمیل کے لئے بھی ان کا سہارا لیتا ہے۔ انسان کی اسی نفسیات کو سمجھتے ہوئے حق جل مجدہ' نے قرآنِ کریم میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث مبارکہ میں ذکر الہٰی کی تاکید و تلقین فرمائی اور اس کے آداب و اثرات پر روشنی ڈالی۔

ان احادیث مبارکہ سے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر مختص دعاؤں کے پڑھنے یا مختلف تسبیحات کا حکم دیا' بنیادی طور پر یہ بات تو واضح ہو گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے الفاظ کے اثرات کو تسلیم کیا ہے۔ اگر الفاظ کے ان اثرات کو انسانی ذہن و فکر پر' اس کی سوچ اور مزاج پر اثرانداز ہوتے ہیں' تسلیم نہ کیا جاتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف مواقع پر دعا و ذکر کی تلقین نہ فرماتے۔

دعا و ذکر کے ان آداب میں بنیادی طور پر دو باتوں کا حکم ہے۔

1- انسان اس بات کو ذہن میں رکھے کہ یہ تو نیند میں یا اپنی زندگی کی دیگر مصروفیات میں اللہ سے غافل اور بے پرواہ ہو جاتا ہے اور پھر اسے اس مصروفیت سے فراغت کے بعد اللہ کے ذکر کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے لیکن اللہ کبھی بندے سے غافل نہیں ہوتا' اس لئے ہر لحظ' ہر لمحہ اور ہر آن اللہ سے مانگتے رہنا چاہئے' اسے سوال کرنے اور دعا کرنے میں کبھی کوتاہی اور بخل سے کام نہیں لینا چاہئے۔

2- دوسری بات جو ان آداب میں بنیادی طور پر سمجھائی گئی کہ عام طور پر ذکر و دعاء کے سلسلے میں لوگ افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ کچھ لوگ تو وہ ہیں جو ذکر و دعاء کی اہمیت کے سرے سے قائل ہی نہیں اور اللہ کے ذکر یا اس سے دعا مانگنے کو خوشامد اور ایک فضول حرکت خیال کرتے ہیں۔

کچھ وہ ہیں جو ذکر و دعا میں اپنے آپ کو اس قدر مشغول کر لیتے ہیں کہ فرائض و واجبات دین سے بھی غافل ہو جاتے ہیں اور حقوق العباد کی ادائیگی کو بھی نظرانداز کر دیتے ہیں۔

ذکر و دعا کے ان آداب میں بندگان خدا کو افراط و تفریط کی ان راہوں سے بچایا گیا' اعتدال و توازن کا طریقہ سکھایا گیا اور یہ بات سمجھائی گئی کہ نہ تو ذکر الہٰی اور اللہ سے سوال کرنے کو فضول

سمجھو اور نہ اس میں اس قدر مشغول ہو جاؤ کہ دینی فرائض و واجبات یا دنیاوی ذمہ داریاں' سب پس پردہ چلی جائیں۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ جان سکیں گے کہ:

1- سوتے وقت اور بیداری کے وقت کی مسنون دعائیں کیا ہیں؟

2- سبحان اللہ کہنے کی فضیلت و منقبت کیا ہے؟

3- چاند دیکھتے وقت کیا دعا مانگنی چاہئے؟

4- جب کوئی شخص اپنے گھر سے نکلے یا گھر میں داخل ہو تو کیا دعا کرے؟

5- موسم ناسازگار ہو تو کیا دعا کرے؟

6- بچہ کے کان میں اذان کس طرح دے؟

7- ذکر و دعاء کی طرف متوجہ کرنے کا مقصد کیا ہے۔

3- آداب ذکر و دعا

آداب زندگی کا اختتام نیند سے متعلق طریقوں اور آداب پر ہوا تھا۔ آداب ذکر و دعا کا آغاز ان اذکار وادعیہ سے ہو رہا ہے جو نیند یا نیند کے اوقات سے متعلق ہیں۔

3.1 سوتے وقت اور بیداری کی دعا:

باب نمبر522 میں کل 15 احادیث منقول ہیں' ان مختلف احادیث میں سے کچھ تو ایسی ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتے وقت کے اور بیداری کے معمولات کا ذکر ہے کہ آپؐ سوتے وقت کیا پڑھتے تھے اور بیداری کے وقت کیا پڑھتے تھے۔ کچھ ایسی احادیث ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ان دونوں مواقع پر کچھ دعائیں پڑھنے کی تلقین اور نصیحت فرمائی ہے۔

ان تمام دعاؤں میں یہ بات سمجھائی جا رہی ہے کہ نیند موت کا ایک نمونہ ہے۔ انسان ہر رات نیند کے وقت اپنے اس آخری نیند کے وقت کو یاد کرے' جس کے بعد بیداری تو ملے گی لیکن کام

کرنے کا موقع نہیں ملے گا اور پھر صبح بیدار ہو کر یہ انسان روزانہ حیات بعدالموت کا عملی نمونہ اور مظاہرہ پیش کرتا ہے۔ اور اپنی زبان سے بھی ایسے ہی کلمات ادا کرتا ہے' جن سے وہ اپنے اس ایمان و ایقان کو ظاہر کرتا ہے کہ اسے ایک دن اس دنیا سے رخصت ہونا ہے اور پھر دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کے حضور پیش ہو کر اپنے اعمال کا جوابدہ ہونا ہے۔

سوتے وقت اور بیداری کے وقت کی دعاؤں کے ان آداب میں باب نمبر523 میں منقول احادیث میں یہ بتایا گیا کہ اگر نیند کے دوران رات کو آنکھ کھل جائے تو کیا پڑھنا چاہیئے۔ ان دعاؤں اور تسبیحات میں یہ بات سمجھائی جا رہی ہے کہ قوت و طاقت کا سرچشمہ حق جل مجدہ کی ذات ہے' انسان قدم قدم پر اس ذات کا اور اس کی عنایات اور رحمتوں کا محتاج ہے۔

3.2 سوتے وقت تسبیح

باب نمبر524 میں سوتے وقت 33 مرتبہ سبحان اللہ' 33 مرتبہ الحمداللہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر کہنے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تلقین فرمائی۔

3.3 بیداری کی دعائیں

باب نمبر525 زیادہ تر ان دعاؤں پر مشتمل ہے جو بیداری کے وقت پڑھنا مسنون ہیں۔

4- چاند دیکھتے وقت کی دعاء

باب نمبر526 میں مہینے کا نیا چاند دیکھنے کی دعا بتائی گئی جس میں یہ تلقین کی گئی کہ انسان ہر ماہ کے آغاز پر اپنی خیریت و عافیت اللہ سے طلب کرے اور شیطان کے حملوں سے اللہ کی پناہ مانگے۔

5- گھر میں داخل ہونے اور گھر سے نکلنے کی دعا:

باب نمبر527 اور 528 میں گھر سے نکلنے اور گھر میں داخل ہونے کی دعا بتائی گئی۔ گھر سے نکلنے کی دعا میں یہ تلقین کی گئی کہ گھر سے نکلتے وقت انسان اللہ کی پناہ اور حفاظت طلب کرے تاکہ اللہ تعالیٰ شیطان کے حملوں سے اسے محفوظ رکھے اور گھر میں داخلے کی دعا میں گھر میں خیر و برکت کی دعا مانگے۔

6- آندھی اور بارش کے وقت کی دعاء:

آندھی اور بارش کبھی اللہ کی طرف سے رحمت کا پیغام بن کر آتی ہیں اور کبھی اللہ کے عذاب کی علامت ہوتی ہیں' اس لئے آندھی اور بارش میں ہمیشہ ایسی دعا کی تلقین کی گئی کہ اسے ہمارے لئے رحمتوں کا ذریعہ بنا۔

7- جانوروں کو دیکھ کر پڑھی جانے والی دعاء

آداب ذکر و دعا کے ضمن میں یہ بھی بتایا گیا کہ مختلف جانور اپنی ذات اور اپنی عادات کی وجہ سے مختلف باتوں کی علامات سمجھے جاتے ہیں' اس لئے ان کو دیکھ کر مختلف دعائیں پڑھنے کی تلقین و نصیحت باب نمبر531 میں کی گئی۔

8- بچے کے کان میں اذان

اذان شعائر اسلام میں سے ہے' اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کے کان میں اذان دینے کی ہدایت کی تاکہ بچے کے کان میں سب سے پہلے اللہ کا نام اور اس کی تکبیر کی آواز پہنچے۔

غرضیکہ آداب ذکر و دعا کے ضمن میں مختلف مراحل پر مختلف دعاؤں کی تلقین و ہدایت کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واضح کر دیا کہ موقع خوشی کا ہو یا افسوس کا' اللہ کی رحمت کے آثار ہوں یا اس کے عذاب کی علامتیں ظاہر ہو رہی ہوں' انسان سونے کا ارادہ کر رہا ہو یا عالم بیداری میں واپس آرہا ہو' وہ اللہ کی قدرت کی زمینی نشانیاں دیکھے' یا آسمانی' ہر مرحلہ پر اللہ کو یاد رکھے' یہی اس کے لئے فلاح و کامیابی کا راستہ ہے۔

9- کتب برائے مطالعہ

9.1 لازمی مطالعہ:

1- سنن ابی داؤد، اردو ترجمہ، علامہ وحید الزماں، ج 3: ص 667 تا 691

2- ابوالطیب شمس الحق عظیم آبادی، عون المعبود فی حل سنن ابی داؤد ج 12: ص 390 تا ج 13: ص 10

9.2 اختیاری مطالعہ:

ابوابراہیم، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، بذل المجهود فی حل ابی داؤد ج 6

خود آزمائی:

1- مختلف مواقع پر ایک مسلمان کو ذکر و دعا کی طرف کیوں متوجہ کیا گیا ہے؟ اس کی حکمت کیا ہے؟

2- سوتے وقت کی مسنون دعاء کیا ہے؟

3- سوتے وقت کی مسنون دعاؤں میں ہمیں کیا سبق دیا گیا ہے۔

4- اگر رات کو سوتے میں آنکھ کھل جائے تو کیا دعاء پڑھی جائے؟

5- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو کس تسبیح کی تلقین فرمائی۔

6- ہر نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور کتنی بار پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔

7- صبح کو بیدار ہوتے وقت کیا پڑھے۔

8- بیداری کے وقت ان دعاؤں اور ذکر میں ہمیں کس جانب متوجہ کیا گیا ہے۔

9- نیا چاند دیکھنے کی دعا کیا ہے۔ اصل دعاء اور اس کا ترجمہ تحریر کریں۔

10- گھر سے نکلنے اور گھر میں داخل ہونے کی مسنون دعا بتائیں۔

11- آندھی طوفان یا بارش میں کیا دعاء پڑھنی چاہئے۔

12- جانوروں کو دیکھ کر کیا پڑھنا مسنون ہے۔

13- بچے کے کان میں اذان دینے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔

متن (12)

سنن ابوداؤد - کتاب الآداب

(آداب معاشرت)

فہرست عنوانات

1- تعارف

اسلام نے اہل اسلام کے لئے جو نظام زندگی عطاء فرمایا ہے' وہ اعتدال اور توازن کی بنیاد و اساس پر قائم ہے۔ اس نظام زندگی میں نہ تو ایسا طریقہ اختیار کرنے کی تعلیم و تلقین کی گئی کہ جس سے انسان معاشرے سے منقطع ہو کر' اپنے آپ کو صرف اور صرف عبادت الٰہی کے لئے وقف کر دے' اور نہ ہی اس بات کی اجازت دی گئی کہ معاشرتی روایات و اقدار اور رسوم و رواج میں وہ اس قدر منہمک اور مشغول ہو جائے کہ اللہ کو بھی بھول جائے' نبیؐ کی تعلیمات کو بھی نظرانداز کر دے اور اپنے فرائض دینیہ سے غافل ہو جائے بلکہ ایک ایسا معتدل اور متوازن نظام زندگی عطا کیا گیا جس میں انسان عبادات بھی سرانجام دیتا ہے' معاشرتی اقدار و روایات میں بھی حصہ لیتا ہے' اللہ کے حقوق بھی پورے کرتا ہے' اور بندوں کے حقوق بھی پورے کرتا ہے عبادات بھی سرانجام دیتا ہے اور معاشرتی روابط کو بھی زندہ رکھتا ہے۔ حقوق الٰہی کو بھی پورا کرتا ہے اور معاشرتی ذمہ داریوں سے بھی سبک دوش ہوتا ہے۔

جس طرح عبادات اور ذکر و تسبیح کے کچھ آداب ہیں جو اس کی عبادت کو حسن عطا کرتے ہیں' اسی طرح معاشرتی اقدار و روایات میں بھی کچھ آداب سکھائے گئے' جن سے وہ اپنی زندگی میں معاشرتی اور اخلاقی حسن پیدا کرتا ہے۔ ان معاشرتی آداب کے ذریعہ ایک بندہ مومن اللہ سے اپنے تعلقات کو مضبوط و مستحکم رکھتا ہے' اس کی رضا اور خوشنودی بھی حاصل کرتا ہے اور معاشرتی اعتبار سے بھی ایک عظیم انسان بن کر ابھرتا ہے۔ پھر وہ لوگوں کی دینی رہنمائی کا فریضہ بھی سرانجام دیتا ہے اور معاشرتی اور اخلاقی میدان میں بھی ان کا رہنما ثابت ہوتا ہے۔ ان معاشرتی آداب کے سلسلے میں اس کو زندگی کے مختلف گوشوں سے آداب سکھائے گئے ہیں' اس یونٹ میں ہم سنن ابی داؤد کے ابواب کی روشنی میں مذکورہ آداب کا مطالعہ کریں گے۔

2- مقاصد

اس یونٹ کے مطالعہ کے بعد آپ جان سکیں گے کہ :

1- آداب کی معاشرتی آداب کی مختلف نوعیتیں کیا کیا ہیں۔
2- شیطان کے وساوس سے بچنے کا طریقہ کیا ہے۔

3- فخر کی خاطر غلط نسبت بیان کرنا کیا ہے۔
4- حسب و نسب پر فخر و تعصب کا کیا حکم ہے۔
5- محبت کے آداب کیا ہیں۔
6- مشورے کا طریقہ اور اس کے آداب کیا ہیں۔
7- خط و کتابت کے کیا آداب ہیں۔
8- والدین کے ساتھ حسن سلوک کا کیا درجہ و مرتبہ ہے۔
9- تیموں کی پرورش سے متعلق حدیث میں کیا حکم دیا گیا۔
10- پڑوسی کے کیا حقوق بیان کئے گئے۔
11- آجر و اجیر کی ذمہ داریوں اور فرائض سے متعلق حدیث میں کیا ہدایات دی گئی ہیں۔
12- کسی کے گھر میں داخل ہونے کے کیا آداب حدیث میں بیان کئے گئے ہیں۔
13- وہ کونسے تین اوقات ہیں جن میں ملازمین کو بھی اجازت لے کر گھر میں آنا چاہئے۔

3- آداب معاشرت

کتاب الاداب کے ان آخری ابواب میں جو آپ اس یونٹ میں پڑھیں گے' آداب معاشرت بیان کئے گئے ہیں' یہ وہ آداب ہیں جن کا تعلق خالصتاً" انسان کی معاشرتی زندگی سے ہے۔

3.1 پناہ مانگنا اور پناہ دینا

آداب معاشرت کے ضمن میں سب سے پہلی بات باب نمبر533 میں بیان کی گئی کہ پناہ مانگنے کے آداب کیا ہیں اور پناہ میں لینے کے آداب کیا ہیں' پناہ مانگنے کا ادب تو یہ بتایا گیا کہ اللہ کے نام سے پناہ مانگی جائے اور پناہ دینے والے کو ہدایت کی گئی کہ اگر کوئی اللہ کے نام پر پناہ مانگے تو اس کو پناہ اور حفاظت مہیا کرو اور اگر اللہ کے نام پر سوال کرے تو اس کا سوال پورا کرو۔

3.2 وسوسہ کو دور کرنا:

انسان ہر دم' ہر لحظہ و آن شیطان کے وساوس میں گھرا رہتا ہے ایسے وسوسوں کی صورت میں کن آداب کا لحاظ رکھنا چاہئے' اس کو باب نمبر534 میں بیان کیا گیا۔ اس ضمن میں دو باتوں کی جانب متوجہ کیا گیا ایک تو زبان کے ذریعے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا اور دوسرے اپنے ایمان کو مضبوط و

مستحکم کرنا کہ جس قدر ایمان کمزور ہو گا' دل وسوسوں کی آماجگاہ بنا رہے گا۔

3.3 غلط نسبت بیان کرنا:

آداب معاشرت کے سلسلے میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ دوسروں کو مرعوب کرنے کی خاطر' خلاف واقعہ اپنی جھوٹی نسبتیں بیان کرنا' آداب معاشرت کے خلاف ہے چنانچہ اس ضمن میں واضح کیا گیا کہ جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی کو باپ بنا دے یا اپنے آقا کے علاوہ کسی کو آقا بنا دے' اس پر پے در پے قیامت تک اللہ کی لعنت ہوتی رہے گی۔

3.4 حسب نسب پر فخر کرنا:

باب نمبر 536 میں حسب نسب پر فخر کرنے کو زمانہ جاہلیت کی روایت قرار دیا گیا اور آداب معاشرت اسلامی کے خلاف قرار دیا گیا۔ اللہ کے نزدیک حسب نسب پر فخر کی حیثیت ایک گندے کیڑے کی سی بھی نہیں ہے۔

3.5 تعصب کا مظاہرہ:

حسب نسب پر فخر کا نتیجہ اپنے علاقے یا خاندان کے لوگوں کے لئے تعصب کا مظاہرہ کرنا' ان کی ناحق مدد کرنا اور دوسرے لوگوں کو حق سے بھی محروم کر دینا ہوتا ہے اور یہ عصبیت یا تعصب کہلاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو جو اپنی نسلی یا وطنی عصبیت پر مرا' اپنی ملت سے خارج کر دیا۔

4- آداب محبت

باب نمبر 538' 539 میں آداب معاشرت میں سے' آداب محبت کو بیان کیا گیا۔ اس ضمن میں دو باتیں واضح کی گئیں' ایک بات میں یہ بتایا گیا کہ جب کسی کو دوسرے سے محبت ہو تو وہ اس محبت کو ظاہر کر دے اور بتا دے اور دوسرے باب میں یہ واضح کیا گیا کہ محبت کی وجہ اور اس کا منشا کیا ہونا چاہئے یعنی ایک مومن کس سے اس کی نیک عادات اور صالح مزاج کی وجہ سے محبت کرے۔

5- آداب مشورہ

باب نمبر540' 541 اور 542 میں مشورہ کے آداب بیان کئے گئے۔ مشورہ کے آداب کے سلسلہ میں سب سے پہلے یہ واضح کیا گیا کہ مشورہ ایک امانت ہوتا ہے اور مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے۔ لہٰذا مشورہ دیتے وقت اس بات کا لحاظ ہونا چاہئے کہ یہ ایک امانت ہے جسے ادا کیا جا رہا ہے۔ مشورہ کے سلسلے میں دوسری بات یہ سمجھائی جا رہی ہے کہ مشورہ میں اس بات کا بھی لحاظ رکھو کہ خیر اور بھلائی کی طرف بلانے والا' خیر اور بھلائی کرنے والے کے برابر ہے۔ اس لئے ایک بندہ مومن ہمیشہ اپنے مشورہ میں دوسرے کو خیر اور بھلائی کی طرف رہنمائی کرے اس طرح وہ خود بھی اس کی خیر کے اجر و ثواب میں شریک ہو جاتا ہے۔

5.1 نفس کی خواہش

مشورہ کے سلسلہ میں تیسری بات یہ سمجھائی گئی کہ اس سلسلے میں اپنی نفسانی خواہشات کے بجائے دوسرے کی بھلائی اور اس کی منفعت کو مد نظر رکھ کر مشورہ دو۔

5.2 سفارش:

مشورہ کی ایک نوعیت سفارش ہوتی ہے۔ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کی رو سے یہ سمجھایا گیا کہ خیر اور بھلائی اور جائز امر کے لئے سفارش کی جا سکتی ہے۔

6- آداب مراسلت

خط لکھنے کے آداب باب نمبر544' 545 بیان کئے گئے اس ضمن میں یہ بتایا گیا کہ خط لکھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کاتب (خط لکھنے والا) اپنا نام پہلے لکھے اور پھر مکتوب الیہ (جسے خط لکھا جا رہا ہے) کا نام لکھا جائے۔

6.1 غیر مسلم کو خط لکھنے کا طریقہ:

خط جب مسلمان کو لکھا جاتا ہے تو اس میں "السلام علیکم" لکھا جاتا ہے لیکن غیر مسلم کو یہ نہیں لکھا جا سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطوط غیر مسلموں کو لکھے اس میں سلام کی جگہ یہ

عبارت تحریر کروائی "سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ" سلام، اس شخص پر جس نے ہدایت کے راستہ کی پیروی کی۔

7- والدین سے حسن سلوک

کتاب الاداب کا بہت اہم موضوع، والدین کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ اس موضوع پر نو احادیث نقل کی گئیں جن میں یہ واضح کیا گیا کہ اولاد کے ذمے والدین کے کیا حقوق ہیں اور والدین کے ساتھ اولاد کو کس قسم کا رویہ اور برتاؤ کرنا چاہیے۔

8- یتیم کی پرورش

والدین کے ساتھ حسن سلوک کے فوراً بعد ان بچوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی پرورش کی طرف متوجہ کیا گیا جو والد کی شفقت و محبت سے محروم ہو گئے ہیں۔ ایک یتیم کی صحیح معنی میں پرورش کرنے والا، اللہ کی طرف سے کس اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ اس کو باب نمبر 547 میں بیان کیا گیا۔

9- پڑوسی کے حقوق

اسلام نے آداب و معاشرت کا جو نظام ہمیں عطا کیا ہے اس میں صرف اقربا اور رشتہ داروں کے ہی حقوق نہیں ہیں بلکہ پڑوسی کے حقوق کو ادا کرنے کی بھی تاکید و تلقین کی گئی۔

10- ملازمین کے حقوق

پڑوسیوں کے بعد غلاموں اور ملازمین کے حقوق بھی بیان کئے گئے۔

11- آداب سلام و ملاقات

کتاب الاداب کے آخر میں ملاقات' سلام اور معانقہ کے آداب بیان کئے گئے اس سلسلے کا آغاز باب نمبر 553 سے ہوتا ہے اور 584 تک چلتا ہے' ان تمام ابواب میں ملاقات اور سلام کے آداب بیان کئے گئے ہیں۔

12- متفرق آداب

کتاب الاداب کے آخری چند ابواب میں چند متفرق معاشرتی آداب بیان کئے گئے جن میں مکان بنانے' بالاخانے بنانے' راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانے' رات کے وقت چراغ جلانے' سانپ اور دوسرے جانور یا کیڑوں کو مارنے' راستہ میں عورتوں کے چلنے کے آداب بیان کرنے کے بعد یہ بتایا گیا کہ انسان کسی مشکل میں گرفتار ہو تو وہ اس بات کا جائزہ لے کہ اسلام کے احکام و آداب کی بجا آوری میں اس سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے' اس کا مداوا کرے' زمانہ کو برا بھلا نہ کہے۔

اس بحث پر کتاب الاداب کو مکمل کیا گیا۔

13- کتب برائے مطالعہ

13.1 لازمی مطالعہ

1- سنن ابی داؤد' اردو ترجمہ' علامہ وحید الزماں ج 3: ص 692 تا 722

2- ابو الطیب شمس الحق عظیم آبادی' عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد ج 13: ص 11 تا 99

13.2 اختیاری مطالعہ

ابو ابراہیم' مولانا خلیل احمد سہارنپوری' بذل المجہود فی حل ابی داؤد' 62

خود آزمائی

1- آداب معاشرت سے کیا مراد ہے۔ ان کی بنیادی حکمت کیا ہے؟

2- شیطان کے وسوسوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کا کیا طریقہ حدیث میں بیان کیا گیا؟

3- اپنی ذات کی بلندی کو بیان کرنے کی خاطر غلط نسبت بیان کرنے کا کیا حکم ہے؟

4- تعصب کی کیا سزا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے؟

5- احادیث کی روشنی میں محبت کے آداب بیان کریں۔

6- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کی کیا اہمیت بیان کی؟

7- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خط وکتابت کے کیا آداب بیان کئے؟

8- والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت کو احادیث کی روشنی میں بیان کریں۔

9- یتیم کی پرورش کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ثواب ارشاد فرمایا ہے؟

10- پڑوسی کے حقوق اور ان کی اہمیت بیان کریں۔

11- آجر و اجیر کی حدیث میں کیا ذمہ داریاں اور حقوق بیان کئے گئے ہیں؟

12- کسی کے گھر میں داخلہ اور اجازت لینے کے کیا آداب ہیں؟

13- معاشرتی آداب کے نتیجہ میں انسان کے فکر و عمل اور اس معاملات و اخلاق میں کیا حسن پیدا ہوتا ہے؟